عقیدہ
ثواب وعذابِ قبر

افادات

متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مرکز اھل السنۃ والجماعۃ سرگودھا پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقیدہ ثواب وعذاب قبر

افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

اس عقیدہ کے حوالہ سے پانچ باتیں سمجھنے کی ہیں

1: فریقین کا عقیدہ و نظریہ

2: قبر و برزخ کا مفہوم

3: حیات فی القبر

4: ثواب وعذاب

5: شبہات کے جوابات

توضیح عقیدہ:

اھل السنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ موت کے بعد قیامت سے پہلے قبر "جہاں میت یا میت کے اجزاء ہوں" میں جسد عنصری کو بتعلق روح ثواب وعذاب ہوتا ہے۔ اور اس کے ادراک واحساس کے لئے حیات کلی اور حیات ظاہری نہیں بلکہ نوع من الحیاۃ "یعنی اس قدر حیات کہ جس سے میت راحت یا تکلیف محسوس کرے" عطا کی جاتی ہے۔

سلطان المحدثین نور الدین علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری رحمہ اللہ (ت1014ھ) فرماتے ہیں

وَاعْلَمْ اَنَّ اَهْلَ الْحَقِّ اِتَّفَقُوْا عَلٰى اَنَّ اللہَ يَخْلُقُ فِى الْمَيِّتِ نَوْعَ حَيٰوةٍ فِى الْقَبْرِ قَدْرَ مَايَتَأَلَّمُ وَيَتَلَذَّذُ

(شرح الفقہ الاکبر: ص121)

ترجمہ: اہل حق کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ اللہ تعالی مرنے والے کو اتنی حیات عطا فرماتی ہے کہ اگر نیک ہو تو ثواب اور اگر بدکار ہو تو عذاب کو محسوس کرتا ہے۔

حکیم الامت مجدد الدین والملت مولنا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت1362ھ) ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ صریح ہے اس میں کہ اعادہ الی الارض منافی اس قرار فی الجنۃ کے نہیں یا تو اس طرح کہ اول یہ اعادہ ہوتا ہو پھر سوال نکیرین کے بعد عروج الی السماء ہوتا ہو اور یا اس طرح کہ یہ اعادہ اور قرار تو جنت میں ہو اور قبر میں اصل قرار نہ ہو۔ کچھ تعلق جسد سے ہو خواہ جسد اصلی حالت پر ہو یا مستحیل ہو گیا ہو اور یہ تعلق صرف اتنا ہو جس سے ادراک نِعم والم کا ہو سکے۔

(امداد الفتاوٰی: ج5 ص424)

جبکہ بعض لوگوں کا نظریہ ہے کہ مرنے کے بعد نیک آدمی کی روح اور جسد مثالی کو علیین میں ثواب اور فاسق آدمی کی روح اور جسد مثالی کو سجین میں عذاب ہوتا ہے اس دنیاوالی قبر میں جسد عنصری سے نہ توروح کا تعلق ہوتا ہے نہ ہی اس جسم کو ثواب وعذاب ہوتا ہے۔

1. مرنے کے بعد انسان زندہ ہی رہتا ہے مگر لباس ومکان بدل لیتا ہے... جسد عنصری کا لباس اتار کر جسد مثالی کا لباس پہن لینے اور دار دنیا سے منتقل ہو کر دار برزخ میں پہنچ جانے سے بھی انسان نہیں مرتا۔

(ندائے حق: ج1 ص17 محمد حسین نیلوی ت 1427ھ)

2. دنیا میں جو شخص مرتا ہے اس کی روح کا رشتہ اس مادی جسم سے ٹوٹ جاتا ہے یہ جسم فنا ہو جاتا ہے مگر مثالی اصلی جسم باقی رہتا ہے اس سے روح کا تعلق نہیں ٹوٹتا... راحت ورنج مسرت اور غم ہر وجدانی کیفیت اس کو محسوس کرتی ہے مگر اس کے باوجود یہ ظاہری مادی جسم نہیں رکھتا یہ جسم تو فنا ہو چکا ہوتا ہے... اس کا تو ہر احساس وادراک جسم مثالی کے ساتھ ہوتا ہے۔--روح جسم مثالی کے ساتھ ہی منکر نکیر کے سوال کا جواب دیتی ہے۔

(ندائے حق: ج1 ص101،100 محمد حسین نیلوی ت 1427ھ)

3. اللہ تعالیٰ اس عالم برزخ میں روح کو وہاں کے مناسب حال ایک جسم عطا فرماتے ہیں... اسی جسم مثالی میں روح قیامت تک رہے گی۔

(عقیدۃ الامت: ص34 شہاب الدین خالدی)

4. جمیعت اشاعت التوحید والسنۃ کا قرآن کریم اور احادیث صریحہ کی رو سے یہ موقف ہے کہ اس مٹی والے جسم سے روح نکلنے کے بعد نہ تو وہ روح اس قبر میں مدفون جسم میں واپس آتی ہے اور نہ ہی اس مدفون جسم سے روح کا کوئی تعلق قائم ہوتا ہے۔

(عقائد علمائے اسلام: ص91 شہاب الدین خالدی)

5. دور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لیکر گذشتہ صدی تک کسی عالم، مفسر اور محدث وفقیہ نے اس جسم عنصری کے اندر روح کے لوٹنے کا قول نہیں کیا۔

(عقائد علمائے اسلام: ص221 شہاب الدین خالدی)

6. قبر وہ ہے جہاں روح کو عذاب وثواب ہوتا ہے وہی شرعی قبر ہے اور وہی روح کا ٹھکانہ ہے۔

(عقیدۃ الامت: ص31 شہاب الدین خالدی)

7. شرعی قبر جس میں ثواب وعذاب ہوتا ہے وہ ہے جو جنت کے قریب ہے۔

(عقیدۃ الامت: ص36 شہاب الدین خالدی)

8. یعنی زمین وقبر بھی مثالی اور جسم بھی مثالی اور ثواب وعذاب بھی وہیں ہو گا۔

(عقیدۃ الامت: ص39 شہاب الدین خالدی)

9. اس جسم عنصری کو عذاب نہیں ہوتا اور نہ ہی اس قبر میں عذاب ہوتا ہے... عذاب وثواب روح کو ہوتا ہے جو اس جسم میں نہیں ہوتی۔

(عقیدۃ الامت: ص525 شہاب الدین خالدی)

قبر کا مفہوم

قرآن کریم کی آیات، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اقوال، امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ کے فتویٰ، ابواب محدثین، اہل لغت، اکابر علمائے دیوبند اور فریقین کی متفقہ تحریر سے یہ بات ثابت ہے کہ قبر "مَقَرُّ الْمَيِّتِ وَاَجْزَائِہٖ "{جہاں میت یا میت کے اجزاء ہوں} کو کہتے ہیں"

قرآنی آیات

دلیل نمبر 1:

وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ

(سورۃ توبہ:84)

ترجمہ: اور اس کی قبر پر کھڑے نہ ہوں۔

دلیل نمبر 2:

أَنَّ اللّٰہَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ

(سورۃ الحج:7)

ترجمہ: اس لیے کہ اللہ ان سب لوگوں کو دوبارہ اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں۔

دلیل نمبر 3:

كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُور

(سورۃ الممتحنہ:13)

ترجمہ: [وہ لوگ آخرت سے اسی طرح مایوس ہو چکے ہیں] جیسے کافر لوگ قبروں میں مدفون لوگوں سے مایوس ہیں۔

دلیل نمبر 4:

ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ

(سورۃ عبس:21)

ترجمہ: پھر اس کو موت دی اور قبر میں پہنچا دیا۔

دلیل نمبر 5:

وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ

(سورۃ الانفطار:4)

ترجمہ: اور جب قبریں اکھاڑ دی جائیں گی۔

دلیل نمبر 6:

أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ

(سورۃ العادیات:9)

ترجمہ: بھلا کیا وہ وقت اسے معلوم نہیں ہے جب قبروں میں جو کچھ ہے، اسے باہر بکھیر دیا جائے گا۔

دلیل نمبر 7:

حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ

(سورۃ التکاثر:2)

ترجمہ: یہاں تک کہ تم قبرستانوں میں پہنچ جاتے ہو۔

ان تمام آیات میں قبر سے مراد یہی زمینی قبر ہے، قیامت کے دن انہی میں سے اٹھایا جائے گا۔

احادیث مبارکہ

دلیل نمبر 8:

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ)،امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری رحمہ اللہ (ت 261ھ)، امام ابو عبدالرحمان احمد بن شعیب بن علی النسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدًاقَالَتْ وَلَوْلَا ذَلِكَ لَابُرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ أَنِّي أَخْشَى أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا

(صحیح بخاری ج 1 ص 177 بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُورِ،صحیح مسلم ج 1 ص 201 باب النهي عن بناء المساجد على القبور واتخاذ الصور فيها والنهي عن اتخاذ القبور مساجد،سنن نسائی ج 1 ص 115 باب إتخاذ القبور مساجدا)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض الوفات میں فرمایا یہود و نصاری پر اللہ تعالی کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں پر مساجد بنالیں تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ علیہ السلام کی قبر کھلی جگہ بنائی جاتی۔

دلیل نمبر 9:

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي قَالَتْ إِلَيْكَ عَنِّي فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيبَتِي وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيلَ لَهَا إِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِينَ فَقَالَتْ لَمْ أَعْرِفْكَ فَقَالَ إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولٰى

(صحیح بخاری: ج1 ص171 باب زِيَارَةِ الْقُبُورِ)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گذرے جو قبر پر بیٹھی رو رہی تھی آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور صبر کرو وہ عورت کہنے لگی اگر یہ مصیبت آپ پر آتی تو پتہ چلتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان نہ سکی اس لئے یہ جملہ کہدیا۔ جب اسے بتایا گیا کہ یہ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو وہ آپ علیہ السلام کے دروازے پر پہنچی وہاں اسے کوئی دربان نظر نہ آیا پھر اس نے عرض کیا کہ میں آپ کو پہچان نہ سکی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کی قیمت تو صدمہ کے شروع میں ہوتی ہے۔

فائدہ:

"فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِينَ" اس کا مطلب یہ نہیں کہ دربان رکھنا جائز نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ صحابیہ رضی اللہ عنھا حاضر ہوئیں تو اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی پہرہ دار اور دربان نہیں تھا۔ اور خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے دربان رکھتے تھے جب قرآن کریم کی آیت "يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ "

(سورۃ المائدۃ: آیت 67)

نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام نے پہرہ ختم فرمادیا۔ امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) نقل فرماتے ہیں:

عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يُحْرَس حتى نزلت هذه الآية"والله يعصمك من الناس" قالت فَأَخْرَجَ النبي صلى الله عليه وسلم رأسَهُ مِنَ الْقُبَّةِ فقال"أَيُّهَا النَّاسُ انْصَرِفُوْافقد عَصَمَنِيَ الله

(تفسیر جامع البیان طبری: سورۃ المائدہ آیت 67)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنھم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے پہرہ دیا کرتے تھے جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک گھر سے باہر نکالا اور فرمایا: لوگو اللہ نے میری حفاظت کا ذمہ لے لیا آپ چلے جائیں۔

اس لئے اگر کوئی عالم دین اپنی حفاظت کے لئے گاڈر کھ لے تو اس حدیث مبارک کی وجہ سے اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔

دلیل نمبر 10:

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ القزوینی المعروف ابن ماجہ رحمہ اللہ (ت 273ھ) نقل فرماتے ہیں:

عن أبي هريرةأن رسول الله صلى الله عليه و سلم صَلىّ عَلىٰ جنازة ثُمَّ أتى قَبْرَ الْمَيِّت فَحَثٰى عَلَيْهِ مِنْ قِبَلِ رَأسِهٖ ثَلَاثاً

(سنن ابن ماجہ: باب ماجاء فی حثو التراب فی القبر)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی پھر اس کی قبر پر آئے اور سرہانے کی طرف سے قبر پہ تین مٹھی مٹی ڈالی۔

دلیل نمبر 11:

امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ (ت 321ھ) نقل فرماتے ہیں:

عن عَمرِو بنِ حَزم قال رآني رسولُ الله صلَّى الله عليه و سلَّم عَلىٰ قَبْر فَقَالَ : اِنْزِلْ عَنِ الْقَبرِ لَا تُؤْذِ صَاحِبَ الْقَبْرِ فَلَا يُؤْذِيْكَ

(شرح معانی الاثار: ص 329،328 باب الجلوس علی القبور)

ترجمہ: حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر پر دیکھا تو فرمایا قبر سے نیچے اتر جاو قبر والے کو تکلیف نہ دو اور نہ وہ تمہیں تکلیف دے (یعنی اس کی وجہ سے تمہیں تکلیف نہ پہنچے)

فائدہ:"لَا تُؤْذِ صَاحِبَ الْقَبْرِ "صاحب قبر کو تکلیف نہ دو اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی توہین نہ کرو۔

"فَلَا يُؤْذِيْكَ "نہ وہ تمہیں تکلیف دے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر تم اس طرح قبروں پہ چلتے رہے تو گناہ ہو گا جس کے نتیجے میں موت کے بعد تمہیں بھی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔

دلیل نمبر12:

امام ابو داود سلیمان بن اشعث السجستانی رحمہ اللہ (ت275ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّ فِى زِيَارَتِهَا تَذْكِرَةً

(سنن ابی داود: باب فی زیارۃ القبور)

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہیں قبرستان جانے سے منع کیا تھا اب تم قبرستان جایا کرو اس لئے کہ قبرستان جانے سے اپنی موت یاد آتی ہے۔

دلیل نمبر13:

عَنْ جَابِرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم نَهَى أَنْ يُقْعَدَ عَلَى الْقَبْرِ ۔الحديث

(سنن ابی داود باب فی البناء علی القبر)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے قبروں پہ بیٹھنے سے منع فرمایا۔

دلیل نمبر14:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَدخَلَ الْمَيِّتَ الْقَبْرَ (وقَالَ أبوْ خالد مَرَّة إِذَاوَضَعَ الْمَيِّتَ فِيْ لَحْدِه) قَالَ مَرَّة بِسْمِ اللهِ وبِاللهِ وعَلىٰ مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ وقَالَ مَرَّة بِسْمِ اللهِ وبِاللهِ وعَلىٰ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(سنن ترمذی: باب ما یقول إذا أدخل المیت القبر)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو قبر میں داخل فرماتے ایک روایت میں ہے جب آپ میت کو قبر میں رکھتے تو ایک مرتبہ فرماتے اللہ کی ذات، اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کے رسول کی ملت پہ اس کو قبر میں رکھا ۔ایک بار فرماتے اللہ کی ذات، اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کی رسول کی سنت کے مطابق اس میت کو قبر میں رکھا۔

دلیل نمبر15:

امام ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ (ت458ھ) حضرت عثمان ن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل فرماتے ہیں:

" كَانَ عُثْمَانُ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرٍ بَكَى حتَّى يَبَلَّ لِحْيَتَهُ قَالَ فَيُقَالُ لَهُ : تُذْكَرُ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَلاَ تَبْكِى وَتَبْكِى مِنْ هَذَا قَالَ فَقَالَ : إِنِّى سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ :« إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنَازِلِ الآخِرَةِ ، فَمَنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ ، وَمَنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ"

(السنن الکبریٰ بیہقی:باب مَا يُقَالُ بَعْدَ الدَّفْنِ)

ترجمہ: حضرت عثمان جب کسی قبر پہ کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسو سے تر ہو جاتی۔ آپ سے پوچھا گیا اتنا آپ جنت اور جہنم کے تذکرے پہ نہیں روتے جتنا قبر پہ روتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے جواب دیا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

سنا آپ ارشاد فرماتے ہیں قبر آخرت کی پہلی سیڑھی ہے جو یہاں بچ گیا تو بعد کے معاملات اس کے لئے آسان ہوں گے اور جو یہاں پھنس گیا تو بعد میں مزید پھنسے گا۔

دلیل نمبر16:

امام ابوداود سلیمان بن اشعث السجستانی رحمہ اللہ (ت275ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ يَا أُمَّهْ اكْشِفِى لِى عَنْ قَبْرِ النَّبِىِّ -صلى الله عليه وسلم- وَصَاحِبَيْهِ رضى الله عنهما فَكَشَفَتْ لِى عَنْ ثَلاَثَةِ قُبُورٍ لاَ مُشْرِفَةٍ وَلاَ لاَطِئَةٍ مَبْطُوحَةٍ بِبَطْحَاءِ الْعَرْصَةِ الْحَمْرَاءِ

(سنن ابی داود: باب فی تسویۃ القبر)

ترجمہ: حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) فرماتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اماں جان! مجھے زیارت کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں رفقاء (یعنی حضرت ابو بکر وحضرت عمر) کی قبریں دکھلا دیجئے۔ چنانچہ انہوں نے تینوں قبریں دکھلا دیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ تینوں قبریں نہ تو بہت اونچی تھیں اور نہ بالکل زمین سے ملی ہوئی تھیں، ان پر سرخ کنکریاں بچھی ہوئی تھیں۔

دلیل نمبر17:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنْ سُفْيَانَ التَّمَّارِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا

(صحیح البخاری: باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: حضرت سفیان تمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو دیکھا جو اونٹ کے کوہان کی طرح تھی۔

دلیل نمبر18:

امام ابوداود سلیمان بن اشعث السجستانی رحمہ اللہ (ت275ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عَامِرٍ قَالَ غَسَّلَ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- عَلِىٌّ وَالْفَضْلُ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَهُمْ أَدْخَلُوهُ قَبْرَهُ

(سنن ابی داود: باب كَمْ يَدْخُلُ الْقَبْرَ)

ترجمہ: حضرت عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت علی المرتضی، حضرت فضل اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل بھی دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر مبارک میں بھی اتارا۔

دلیل نمبر19:

امام عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی رحمہ اللہ (ت211ھ))، امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابوشیبہ رحمہ اللہ (ت235ھ) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نقل فرماتے ہیں:

أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى ثُمَّ أَتَى قَبْرَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ السَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ السَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ السَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا أَبَتَاهُ ثُمَّ يكون وَجْهَهُ وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَتَى المسجد فَفَعَلَ ذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَنْزِلَهُ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج7 ص395 باب مَنْ کَانَ یَأْتِي قَبْرَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَيُسَلِّمَ، مصنف عبد الرزاق ج3 ص383 باب السلام علی قبر النبي صلی اللہ علیہ و سلم)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ معمول تھا کہ جب وہ سفر پر جانے کا ارادہ کرتے تو مسجد میں تشریف لاتے نماز پڑھتے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر تشریف لاتے اور سلام عرض کرتے، السلام علیک یا رسول اللہ، السلام علیک یا ابا بکر، السلام علیک یا ابتاہ، اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو مسجد میں آتے پھر یہی عمل کرتے اس کے بعد اپنے گھر میں داخل ہوتے۔

دلیل نمبر 20:

امام ابو داود سلیمان بن اشعث السجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنْ اَبِیْ عَلِیِّ الْهَمْدَانِی قَالَ کُنَّا مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِرُودِسَ مِنْ أَرْضِ الرُّومِ فَتُوُفِّیَ صَاحِبٌ لَنَا فَأَمَرَ فَضَالَةُ بِقَبْرِهِ فَسُوِّیَ

(سنن ابی داود: باب فی تسویۃ القبر)

ترجمہ: حضرت ابو علی ھمدانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم روم کے ایک جزیرہ میں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا تو حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے اس کی قبر ہموار بنانے کا حکم دیا۔

فائدہ:

جو قبر کا معنی ہم نے کیا ہے قبر کا یہی معنیٰ اکابرین بھی کرتے ہیں یہی معنی اہل لغت بھی کرتے ہیں اور یہی معنیٰ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ لکھی گئی متفقہ تحریر میں ہے۔

قبر کا مفہوم اور اسلاف امت

1: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ ت 150ھ:

وَاِعَادَةُ الرُّوْحِ اِلیٰ الْجَسَدِ فِي قَبْرِه حَق

(الفقہ الاکبر: ص4)

ترجمہ: قبر میں انسانی جسم کی طرف روح کا لوٹنا برحق ہے۔

2: امیر المومنین فی الحدیث ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ ت 256ھ:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) صحیح بخاری میں احادیث سے پہلے ایک عنوان قائم کرتے ہیں جسے "ترجمۃ الباب" کہتے ہیں۔ جس کے بارے میں شارح بخاری حافظ ابو لفضل احمد بن علی بن محمد المعروف ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

"فقہ البخاری فی تراجمہ "

(فتح الباری شرح صحیح البخاری: باب التسمیۃ علی کل حال وعند الوقاع)

ترجمہ: امام بخاری کے ہاں مسئلہ وہی ہوتا ہے جسے آپ ترجمۃ الباب میں لکھتے ہیں۔

یہاں صحیح بخاری کے چند ابواب دیکھیں جن سے آپ کو یقین ہو گا کہ امام بخاری بھی اسی زمینی گڑھے کو قبر فرما رہے ہیں۔

(1) "کتاب الجنائز" میں ایک باب اس طرح باندھا ہے:"بَابُ مَا جَاءَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ ﴿ فَأَقْبَرَهُ﴾ ، أَقْبَرْتُ الرَّجُلَ أُقْبِرُه إِذَا جَعَلْتَ لَهُ قَبْرًا وَقَبَرْتُهُ دَفَنْتُهُ "

(صحیح البخاری:ج1ص186)

ترجمہ: باب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی قبروں کا بیان، اللہ عزوجل کا فرمان ہے:{فَأَقْبَرَهُ} ،[عرب لوگ کہتے ہیں]"أَقْبَرْتُ الرَّجُلَ" کہ میں نے اس کے لئے قبر بنائی، أُقْبِرُه (میں قبر بناؤں گا) اور کہتے ہیں قَبَرْتُهُ (میں نے اسے دفن کیا)

(2) کتاب الجنائز،"باب مایکره من اتخاذ المساجد على القبور"[قبروں پر مسجد بنانے کی کراہیت کا باب]

(3)کتاب الجنائز"باب بناء المسجد على القبر"[قبر پر مسجد بنانے کا بیان]

(4) کتاب الجنائز،"باب زيارة القبور"[باب قبروں کی زیارت کرنا]

(5) کتاب الجنائز،"باب قول الرجل للمراة عند القبر اصبری"[باب: کوئی عورت قبر کے پاس ہو اور کوئی شخص اُسے کہے صبر کر]

(6) کتاب الجنائز،"باب الصلوة على القبر بعد مايدفن"[باب: دفنانے کے بعد قبر پر نماز جنازہ کا بیان]

(7) کتاب الجنائز،"باب من يدخل قبر المراة"[باب: عورت کی قبر میں کون اُترے؟]

(8) کتاب الجنائز،"باب دفن الرجلين والثلاثة فى قبر واحد"[ایک قبر میں دو یا تین آدمیوں کو دفن کرنا]

(9) کتاب الجنائز،"باب الاذخر والخشيش فى القبر"[اذخر اور سوکھی گھاس قبر میں بچھانا]

(10) کتاب الجنائز،"باب هل يخرج الميت من القبر واللحد لعلة"[باب: کیا میت کو کسی ضرورت سے قبر سے نکالا جاسکتا ہے؟]

(11) کتاب الجنائز،"باب اللحد والشق فى القبر"[باب: قبر کی دو قسمیں؛ بغلی اور صندوقی]

(12)کتاب الجنائز،"باب الجريد على القبر"[باب: قبر پر کھجور کی ڈالیاں لگانا]

(13) کتاب الجنائز،"باب موعظة المحدث عند القبر"[باب قبر کے پاس عالم حدیث کا بیٹھنا اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا]

3: امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری رحمہ اللہ المتوفی 261ھ:

صحیح مسلم (ج1ص300) میں کتاب الجنائز میں قبر سے متعلق ابواب کچھ یوں ہیں۔

(1) کتاب الجنائز، بَابُ جَعْلِ الْقَطِيفَةِ فِى الْقَبْرِ[باب قبر میں چادر ڈالنے کے بیان میں]

(2) کتاب الجنائز،بَابُ الْأَمْرِ بِتَسْوِيَةِ الْقَبْرِ[باب قبر کو برابر کرنے کے حکم کے بیان میں]

(3) کتاب الجنائز،باب النهى عن تجصيص القبر والبناء عليه [باب پختہ قبر بنانے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے کی ممانعت کے بیان میں]

(4) کتاب الجنائز،باب النھی عن الجلوس علی القبر والصلاۃ علیہ[باب قبر پر بیٹھنے اور اس پر نماز پڑھنے کی ممانعت کے بیان میں]

(5) کتاب الجنائز،باب مایقال عند دخول القبور والدعاء لاھلھا[باب: قبور میں داخل ہوتے وقت اہل قبور کے لئے کیا دعا پڑھی جائے]

(6) کتاب الجنائز، باب استیذان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربہ عزوجل فی زیارۃ قبر امہ [باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رب عزوجل سے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگنے کے بیان میں]

4: امام ابوداود سلیمان بن اشعث السجستانی رحمہ اللہ ت275ھ:

سنن ابی داوٗد(ج2ص84) میں "کتاب الجنائز" کے تحت قبر سے متعلق ابواب کچھ یوں قائم فرمائے ہیں۔

(1) باب فی جمع الموتی فی قبر والقبر یعلم[کئی آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کرنا اور قبر کی طرف خطاب کرنا(یا نشانی لگانا)]

(2) کتاب الجنائز،باب فی تعمیق القبر [قبر کو گہرا اور نیچا کھودنا]

(3) کتاب الجنائز،باب فی کراھیۃ القعود علی القبر[قبر پر بیٹھنے کی ممانعت کا بیان]

(4) کتاب الجنائز،باب الاستغفار عند القبر للمیت[جب دفن کر کے فارغ ہوں اور لوٹنے کا قصد ہو تو میت کے لئے استغفار کریں]

(5) کتاب الجنائز،باب المشی بین القبور فی النعل [قبروں میں جوتا پہن کر جانا کیسا ہے؟]

5: امام ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی رحمہ اللہ ت279ھ

نے جامع الترمذی(ج1ص191) میں "کتاب الجنائز" کے تحت قبر سے متعلق ابواب کچھ یوں قائم فرمائے ہیں۔

(1) باب ماجاء مایقول اذا ادخل المیت قبرہ[باب: اس دعا کے بیان میں جو دفن میت کے وقت پڑھی جاتی ہیں]

(2) باب ماجاء فی کراھیۃالوطی علی القبور والجلوس علیھا[باب اس بیان میں کہ قبروں پر چلنا اور بیٹھنا منع ہے]

6: امام ابو عبدالرحمان احمد بن شعیب بن علی النسائی رحمہ اللہ ت303ھ:

نے سنن النسائی(ج1ص258) میں کتاب الجنائز کے تحت قبر سے متعلق یہ ابواب موجود قائم فرمائے ہیں۔

(1) باب ما یستحب من أعماق القبر[باب: گہری قبر کھودنے کے مستحب ہونے کا بیان]

(2) باب ما یستحب من توسیع القبر[قبر کے وسیع کھودنے کا مستحب ہونا]

(3) باب إخراج المیت من القبر بعد أن یدفن فیہ[میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد اس کو نکالنے کا بیان]

7: امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ القزوینی المعروف ابن ماجہ رحمہ اللہ ت 273ھ:

سنن ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الجنائز ص 103 کے تحت قبر سے متعلق چند ابواب یوں قائم فرمائے ہیں۔

(1) باب ما جاء في الصلاة على القبر [قبر پر نماز پڑھنے کا بیان]

(2) باب ما جاء في إدخال الميت القبر [میت کو قبر میں اتارنے کا بیان]

(3) باب ما جاء في حفر القبر [قبر کھودنے کے بارے میں]

ہم نے صحاح ستہ سے چند ابواب کا ذکر کیا، ان تمام ابواب اور ان کے تحت ذکر کردہ احادیث سے روز روشن کی طرح یہ واضح ہوتا ہے کہ قبر سے مراد محدثین کے ہاں بھی یہی "زمینی قبر" ہے، تو عذاب وثوابِ قبر سے بھی اسی قبر کا عذاب وثواب قبر مراد ہوگا۔

8: حکیم الامت مجدد الملت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ت 1362ھ:

جب آدمی مر جاتا ہے اگر اس کو دفن کیا جائے تو دفنانے کے بعد اور اگر نہ دفنایا جائے تو جس حال میں ہو اس کے پاس دو فرشتے منکر نکیر آتے ہیں اور تین سوال کرتے ہیں مومن اس کے صحیح جواب دیتا ہے تو اس کے لیے جنت کی طرف سے کھڑکی کھول دی جاتی ہے جس سے ٹھنڈی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور وہ مزے سے سویا رہتا ہے اور مردہ بے ایمان ہو تو وہ (لا ادری) کہتا ہے تو اس پر قیامت تک سخت عذاب رہتا ہے۔

(ملخص تسہیل بہشتی زیور ص 43-44)

☼ جب مردہ کو لحد میں رکھا جاتا ہے اور اس کی قبر پر مٹی ڈال دی جاتی ہے تو مٹی فرشتوں کو مردہ کے پاس جانے سے نہیں روک سکتی۔

(احکام اسلام عقل کی نظر میں ص 259)

☼ ایک سوال کا تفصیل جواب دیتے ہوئے حضرت تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں... وجہ دفع یہ ہے کہ حرق سے انعدام نہیں ہوتا استحالہ ہوتا ہے پس اجزاء باقی ہیں اور وہ اجزاء جہاں ہیں وہی ان کی قبر ہے۔ حقیت قبر کی محل وجود میت ہے۔

(امداد الفتاوی ج 4 ص 467)

9: متکلم اسلام شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ ت 1394ھ:

☼ عالم برزخ میں پہنچنے کے بعد جو بات سب سے پہلے پیش آتی ہے وہ منکر نکیر کا سوال ہے یہ اس وقت ہوتا ہے جب خویش واقارب مردہ کو قبر میں رکھ کر واپس ہوتے ہیں اور روح انسانی جسم خاکی کی طرف عود کرتی ہے تو دو فرشتے منکر نکیر بحکم خداوندی قبر میں آکر اس سے سوال کرتے ہیں۔

(عقائد اسلام ص 59)

☼ كل موضع فيه مقره فهو قبره.

(التعلیق الصبیح ج 1 ص 106)

10: مفتی اعظم ھند مفتی محمود حسن گنگوہی ت 1416:

سوال: قبر سے مراد یہ قبر ہے جس میں میت کو داخل کیا جاتا ہے یا کوئی اور عذاب قبر اسی زمینی قبر میں ہوتا ہے یا کسی اور جگہ سوالات کے وقت منکر نکیر فرشتوں کا جو ذکر احادیث میں آیا ہے اسی قبر میں سوالات اسی جسد عنصری سے متعلق روح سے کیے جاتے ہیں یا صرف روح سے۔

(فتاوی محمودیہ ج1ص534)

جواب: قبر میں فرشتے آکر روح کو جسم میں داخل کرتے ہیں تب سوال وجواب کیا جاتا ہے، عامۃً یہ اسی قبر میں ہوتا ہے

(فتاوی محمودیہ ج1ص536)

اہل لغت اور مفہومِ قبر

1: امام ابو القاسم حسین بن محمد المعروف راغب اصبہانی رحمہ اللہ (ت502ھ) فرماتے ہیں:

القبر: مَقَرِّ الْمَيِّتِ وَمَصْدَرُ، قَبَرْتُهُ جَعَلْتُهُ فِي الْقَبْرِ وَأَقْبَرْتُهُ جَعَلْتُ لَهُ مَكَاناً يُقْبَرُ فِيْهِ نَحْوَ أَسْقَيْتُهُ جَعَلْتُ لَهُ مَا يُسْقٰى مِنْهُ، قَالَ (ثم أماته فأقبره) ••• وَالْمَقْبَرَةُ وَالْمِقْبَرَةُ مَوْضِعُ الْقُبُوْرِ وَجَمْعُهَا مَقَابِرُ•

(مفردات القرآن: مادہ ق، ب، ر، ص390)

ترجمہ: "قبر" میت کی جگہ کو کہتے ہیں اور یہ مصدر ہے، "قبرتہ" کا معنی ہے: میں نے اس کو قبر میں رکھا، "اقبرتہ" کا معنی ہے: میں نے اس کے لیے ایسی جگہ بنادی ہے جس میں اس کو دفن کیا جائے گا، جیسے "اسقیتہ" کا معنی ہے: میں نے اس کے لیے ایسی جگہ یا برتن بنادیا جس سے پانی پیا جاتا ہے۔ اسی مادے سے اللہ کا فرمان ہے: ﴿ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ﴾ "المَقبرۃ" اور "المِقبرۃ" قبروں کی جگہ کو کہا جاتا ہے، اس کی جمع "مقابر" آتی ہے۔

2: ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی المعروف ابن منظور انصاری (ت711ھ) لکھتے ہیں:

اَلْقَبْرُ مَدْفَنُ الْاِنْسَانِ وَجَمْعُہٗ قُبُوْرٌ•

(لسان العرب ج5ص67)

ترجمہ: قبر انسان کے دفن کرنے کی جگہ ہے، اس کی جمع قبور ہے۔

3: مشہور لغوی سید مرتضیٰ بلگرامی زبیدی (ت1205ھ) لکھتے ہیں:

القَبْرُ بالفَتْحِ : مَدْفَن الإنْسَانِ

(تاج العروس مادہ ق ب ر)

ترجمہ: لفظ قبر قاف کے فتحہ کے ساتھ اس کا معنی انسان کے دفن کرنے کی جگہ ہے۔

4: مولانا عبد الحفیظ بلیاوی لکھتے ہیں:

القبر: انسان کے دفن کرنے کی جگہ، جمع اس کی قبور ہے۔

(مصباح اللغات ص654)

فریقین کی متفقہ تحریر:

"وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔"

(تعلیم القرآن اگست 1962ء)

خلاصہ: ہم نے یہاں چند مختلف دلائل اور ان کی تائید میں چند اقوال ذکر کئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قبر حقیقی اور قبر اصلی یہی زمین کا گڑھا ہے جس میں ہم اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں۔ البتہ یہ قبر عالم برزخ میں ہے اور عالم برزخ کا اطلاق مرنے کے بعد سے شروع ہو کر

قیامت قائم ہونے تک کے زمانہ پر ہوتا ہے۔ آپ یوں سمجھ لیں کہ قبر عالم برزخ کا ایک جزء ہے جس کو یہ گڑھا مل گیا وہ بھی عالم برزخ میں ہے اور جس کو یہ گڑھا نہیں ملا وہ بھی عالم برزخ میں ہے اور عالم برزخ کے متعلق جو احکام قرآن وحدیث میں وارد ہوئے ہیں ان پر ایمان لانا اور دل وزبان سے ان کو تسلیم کرنا ضروری ہے، چاہے وہ ہماری عقل میں آئیں یا نہ آئیں، عقل دین کے تابع ہے دین عقل کے تابع نہیں۔

شبہ:

جس شخص کو زمینی گڑھے میں دفن نہیں کیا گیا اسے تو قبر نہیں ملی، پھر اس کو ثواب وعذاب کیسے ہوگا اور کہاں ہوگا؟

جواب:

ایسا کوئی شخص نہیں جس کو قبر نہ ملے اس لئے کہ قبر صرف اس گڑھے کا نام نہیں جہاں میت کو دفن کیا جاتا ہے بلکہ جہاں میت یا اس کے اجزاء ہوں وہ قبر ہے۔ جسے دفن کیا جائے تو گڑھا اس کی قبر اور اگر دفن نہ کیا جائے تو جہاں اس کے اجزاء ہوں گے وہی اس میت کی قبر ہوگی۔

برزخ

قبر سے لیکر علیین یا سجین تک مکان اور موت سے لیکر حشر تک زمان کے مجموعہ کو برزخ کہتے ہیں۔

زمین میں مدفون صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین برزخ میں ہیں اور اگر کوئی حیات ظاہری والا انسان کسی تہ خانے میں چلا جائے تو اسے برزخ میں نہیں کہا جائے گا۔ اس لئے کہ برزخ قبر سے لیکر علیین یا سجین تک مکان اور موت سے لیکر حشر تک زمان کے مجموعہ کو کہتے ہیں ۔اور صحابہ کو یہ دونوں ملے ہوئے ہیں جبکہ تہ خانے میں موجود انسان کو علیین سے لیکر سجین تک کا مکان تو ملا ہوا ہے لیکن موت سے لیکر حشر تک کا زمان نہیں ملا۔

اس وقت موجود زندہ انسان اسی زمین پر ہیں اور فرعون کی لاش بھی اسی زمین پر ہے۔ لیکن فرعون برزخ میں ہے، زندہ موجود انسان برزخ میں نہیں اس لئے کہ فرعون کو سجین سے لیکر علیین تک کے درمیان کا مکان بھی ملا ہوا ہے اور موت سے لیکر حشر تک زمان بھی ملا ہوا ہے جبکہ زندہ موجود انسانوں کو علیین سے لیکر سجین تک کا مکان تو ملا ہوا ہے لیکن موت سے لیکر حشر تک کا زمان نہیں ملا۔ برزخ کے لئے ضروری ہے کہ موت سے حشر تک کا زمان ہو اور علیین سے سجین تک کا زمان ہو۔

اعادہ روح

موت کے بعد قیامت سے پہلے قبر اور برزخ میں مردہ کے جسم سے روح کا اتنا تعلق قائم کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ منکر نکیر کے سوالات کے جوابات دیتا ہے۔ اس کے بعد اگر مؤمن ہو تو ثواب اور کافر ہو تو عذاب کو محسوس کرتا ہے۔ یہ عقیدہ قرآن کریم کی کئی آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور اسلاف امت سے ثابت ہے۔

چند دلائل ملاحظہ ہوں:

دلیل نمبر1:

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ

(سورۃ ابراھیم:27)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ ان کو اس مضبوط بات پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدمی عطا فرماتے ہیں اور قبر میں بھی اور ظالم لوگوں کو اللہ بھٹکا دیتا ہے اور اللہ (اپنی حکمت کے مطابق) جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

تفسیر نمبر1:

امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری رحمہ اللہ (ت310ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ الْبَرَاءِ أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قَالَ وذَكَرَ قَبْضَ رُوْحِ الْمُؤْمِنِ فَتُعَادُ رُوْحُه فِيْ جَسَدِه ويَأتِيْهِ مَلَكانِ فَيُجْلِسَانِه يَعْنِيْ فِيْ قَبْرِه فَيَقُولاَنِ لَهُ مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ : رَبِّىَ اللّٰهُ. فَيَقُولاَن ما دِيْنُك؟ فَيَقُولُ : دِيِنِى الإِسْلاَمِ فَيَقُولاَنِ لَهُ : مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِى بُعِثَ فِيكُم فَيَقُولُ : هُوَ رَسُولُ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم. فَيَقُولاَنِ مَا يُدْرِيكَ؟ فَيَقُولُ : قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ فَيُنَادِى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ : أَنْ قَدْ صَدَقَ عَبْدِى فَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ

(تفسیر جامع البیان عن تاویل آی القرآن: سورۃ ابراہیم آیت 27)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی روح قبض ہونے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا مومن کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے تو اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو قبر میں اُسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تو مومن جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ مومن جواب دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ وہ پوچھتے ہیں یہ شخص جنہیں تم میں مبعوث کیا گیا تھا کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ فرشتے پوچھتے ہیں تجھے ان سوالوں کے جواب کیسے معلوم ہوئے؟

تو مومن جواب دیتا ہے میں نے قرآن کریم کو پڑھا، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ تو آسمان سے ایک آواز لگانے والا آواز لگاتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم کی آیت۔ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ ان کو اس مضبوط بات پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدمی عطا فرماتے ہیں اور قبر میں بھی۔ کا یہی مطلب ہے۔

تفسیر نمبر2:

علامہ ابو القاسم ھبۃ اللہ بن الحسن بن منصور اللالکائی (ت418ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ الْإمَام احمد بنُ حنبل ذَا صِيرَ الْعَبْدُ اِلىٰ لَحْدِه وَانْصَرَفَ عَنْهُ اَهْلُهُ أُعِيْدَ اِلَيْهِ رُوْحُهُ فِيْ جَسَدِه فَيُسْاَلُ حِيْنَئِذٍ فِيْ قَبْرِه وَهُوَ قَوْلُ اللهِ ـ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ يَعْنِي الْقَبْر

(شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ والجماعۃ: ج5 ص259)

ترجمہ: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب انسان کو قبر کی طرف لے جایا جاتا ہے اور اس کے رشتہ دار دفنانے کے بعد واپس آتے ہیں تو اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس وقت اس سے قبر میں سوال کئے جاتے ہیں۔ قرآن کریم کی آیت۔ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ ان کو اس مضبوط بات پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدمی عطا فرماتے ہیں اور قبر میں بھی۔ کا یہی مطلب ہے۔

تفسیر نمبر3:

امام ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی رحمہ اللہ (ت427ھ) لکھتے ہیں:

رَوَى اَلْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلّم ذَكَرَ قَبْضَ رُوْحِ الْمُؤْمِنِ فَقَالَ: فَيُعَادُ رُوْحُه فِيْ جَسَدِه وَيَأْتِيْهِ مَلَكانِ فَيُجْلِسَانِهِ فِيْ قَبْرِه وَيَقُوْلَانِ مَنْ رَبُّكَ ؟ و ما دينُك ؟ ومَنْ نَبِيُّكَ؟ فَيَقُوْلُ: رَبِّىَ اللّٰهُ وَدِيْنِيَ الْإِسْلَام ونَبِيِّي مُحَمَّد صلى الله عليه وسلم

(الکشف والبیان فی تفسیر القرآن المعروف تفسیر الثعلبی: سورۃ ابراہیم آیت 27)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی روح قبض ہونے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا مومن کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے تو اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو قبر میں اُسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تو مومن جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ اور میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تفسیر نمبر4:

محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود البغوی رحمہ اللہ (ت516ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ الْبَرَاءِ بن عازب رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ذَكَرَ قَبْضَ رُوْحِ الْمُؤْمِنِ وَقَالَ: تُعَادُ رُوْحُه فِيْ جَسَدِه ويَأْتِيْهِ مَلَكانِ فَيُجْلِسَانِهِ فِيْ قَبْرِه فَيَقُولاَنِ لَهُ مَنْ رَبُّكَ ؟ و ما دينُك ؟ ومَنْ نَبِيُّكَ؟ فَيَقُوْلُ : رَبِّىَ اللّٰهُ وَدِيْنِيَ الْإِسْلَام ونَبِيِّي مُحَمَّد صلى الله عليه وسلم--- فيُنَادِيْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أن صَدَق عبدي، قَال: فذٰلك قوله تعالى: { يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ }

(تفسیر معالم التنزیل المعروف تفسیر بغوی: سورۃ ابراہیم آیت 27)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی روح قبض ہونے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا مومن کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے تو اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو قبر میں اُسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تو مومن جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ اور میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟

تو آسمان سے ایک آواز لگانے والا آواز لگاتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم کی آیت ۔يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ ان کو اس مضبوط بات پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدمی عطا فرماتے ہیں اور قبر میں بھی، کا یہی مطلب ہے۔

تفسیر نمبر5:

علامہ ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر بن محمد البیضاوی رحمہ اللہ (ت 685) لکھتے ہیں:

وَرُوِيَ أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ذَكَرَ قَبْضَ رُوْحِ الْمُؤْمِنِ فَقَالَ:ثُمَّ تُعَادُ رُوْحُه فِيْ جَسَدِه فَيَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فِيْ قَبْرِه فَيَقُولاَنِ لَهُ مَنْ رَبُّكَ ؟ و ما دِيْنُكَ ؟ ومَنْ نَبِيُّكَ؟فَيَقُولُ : رَبِّىَ اللَّهُ وَدِيْنِيَ الْإِسْلَام ونَبِيِّي مُحَمَّد صلى الله عليه وسلم۔۔۔ فيُنَادِيْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أن صَدَق عبدي، قَالَ: فذٰلك قوله تعالى: { يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

(انوار التنزیل واسرار التاویل المعروف تفسیر بیضاوی: سورۃ ابراہیم آیت 27)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی روح قبض ہونے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا مومن کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے تو اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو قبر میں اُسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تو مومن جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ اور میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟

تو آسمان سے ایک آواز لگانے والا آواز لگاتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم کی آیت ۔يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ۔ کا یہی مطلب ہے۔

تفسیر نمبر6:

امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمہ اللہ (ت 710ھ) لکھتے ہیں:

اَلْجُمْهُوْرُ عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ بِه فِي الْقَبْرِ بِتَلْقِيْنِ الْجَوَابِ وَتَمْكِيْنِ الصَّوَابِ فَعَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلّم ذَكَرَ قَبْضَ رُوْحِ الْمُؤْمِنِ فَقَالَ:ثُمَّ تُعَادُ رُوْحُه فِيْ جَسَدِه فَيَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فِيْ قَبْرِه فَيَقُولاَنِ لَهُ مَنْ رَبُّكَ ؟ و ما دِيْنُك ؟ ومَنْ نَبِيُّكَ؟فَيَقُولُ:رَبِّىَ اللَّهُ وَدِيْنِيَ الْإِسْلَام ونَبِيِّي مُحَمَّد صلى الله عليه وسلم فيُنَادِيْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أن صَدَق عَبْدِيْ فذٰلك قوله تعالى: { يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ثُمَّ يَقُوْلُ الْمَلَكَانِ عِشْتَ سَعِيْداً وَمُتَّ حَمِيْداً نَمْ نَوْمَةَ الْعُرُوْسِ

(مدارک التنزیل وحقائق التاویل المعروف تفسیر مدارک: سورۃ ابراہیم آیت 27)

ترجمہ: جمہور کے نزدیک اس آیت کریمہ میں آخرت میں ثابت قدمی سے مراد منکر نکیر کے سوالات کے جوابات اور درست بات پہ ثابت قدمی ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی روح قبض ہونے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا مومن کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے تو اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو قبر میں اُسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تو مومن جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ اور میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تو آسمان سے ایک آواز لگانے والا آواز لگاتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم کی آیت ۔يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ۔ کا یہی مطلب ہے۔

اس کے بعد دونوں فرشتے کہتے ہیں تو نے سعادت کی زندگی گزاری اور مبارک موت پائی اب تو پہلی رات کی دلہن کی طرح سو جا۔

تفسیر نمبر 7:

امام علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم المعروف خازن رحمہ اللہ (ت 741ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي جِنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ، وَلَمَا يُلْحَدْ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ، كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرَ، وَبِيَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ فِي الْأَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ،(صلى الله عليه وسلم) فَقَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا،

زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ قَالَ :إِنَّ الْمَيِّتَ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ حِيْنَ يُقَالُ لَه :يَا هٰذَا مَنْ رَبُّكَ و مَا دِيْنُكَ ومَا نَبِيُّكَ؟

وفي رواية يَأْتِيْهِ مَلَكانِ فَيُجْلِسَانِهِ،فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللهُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: وَمَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: دِينِيَ الْإِسْلَامُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولَانِ وَمَا يُدْرِيكَ؟فَيَقُولُ : قَرَأْتُ كِتَابَ اللهِ وَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ

زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ (يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ.... قال فَيُنَادِى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ : أَنْ قَدْ صَدَقَ عَبْدِى فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِفَيَأْتِيهِ مِنْ رِيْحِهَا، وَطِيبِهَا، وَيُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ مَدَّ بَصَرِهِ.

وَإِنْ كَانَ الْكَافِرُ فَذَكَرَ مَوْتَهُ قَالَ:فَتُعَادُ رُوْحُهُ فِيْ جَسَدِه فَيَأْتِيْهِ مَلَكانِ فَيُجْلِسَانِهِ،فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي فَيَقُولَانِ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي، فَيَقُولَانِ : مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي، فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ قَدْكَذَبَ، عَبْدِىْ فَافْرِشُوا لَهُ مِنَ النَّارِ،وَاَلْبِسُوْالَہٗ مِنَ النَّارِوَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ، فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا، وَسَمُومِهَا، وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ

(تفسیر القرآن العظیم المعروف تفسیر الخازن: سورۃ ابراہیم آیت 27)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ایک انصاری صحابی کے جنازے میں شریک ہوئے ہم قبرستان پہنچے تو ابھی قبر تیار نہیں ہوئی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس سر جھکا کے بیٹھ گئے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین کو کرید رہے تھے تھوڑی دیر بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھا کر دو یا تین مرتبہ فرمایا: اللہ تعالی سے عذاب قبر سے پناہ مانگو۔

ایک حدیث مبارک میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جب لوگ میت کو دفنا کے جانے لگتے ہیں تو میت ان کے جوتوں کی آہٹ سنتی ہے اور اس سے رب، دین اور نبی کے بارے میں سوال کئے جاتے ہیں۔

ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو قبر میں اُسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تو مومن جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ مومن جواب دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ وہ پوچھتے ہیں یہ شخص جنہیں تم میں مبعوث کیا گیا تھا کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ فرشتے پوچھتے ہیں تجھے ان سوالوں کے جواب کیسے معلوم ہوئے؟ تو مومن جواب دیتا ہے میں نے قرآن کریم کو پڑھا، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔

ایک حدیث میں یہ اضافہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم کی آیت۔ يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ ان کو اس مضبوط بات پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدمی عطا فرماتے ہیں اور قبر میں بھی۔ کا یہی مطلب ہے۔

اس کے بعد آسمان سے ایک آواز آتی ہے: میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت کا بستر بچھا دو اور اس کی قبر کی طرف جنت کا ایک دروازہ کھول دو چنانچہ اسے جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی رہتی ہیں اور تا حد نگاہ اس کی قبر وسیع کر دی جاتی ہے۔

اور اگر مرنے والا کافر ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی موت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے آکر اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے ہائے افسوس! مجھے کچھ پتہ نہیں، وہ سوال کرتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے ہائے افسوس! مجھے کچھ پتہ نہیں۔

وہ پوچھتے ہیں یہ شخص جنہیں تم میں مبعوث کیا گیا تھا کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے ہائے افسوس! مجھے کچھ پتہ نہیں،

اس کے بعد آسمان سے ایک آوز آتی ہے: یہ جھوٹ بولتا ہے، اس کے لئے آگ کا بستر بچھا دو آگ کا لباس پہنا دو اور جہنم کا ایک دروازہ اس کی قبر کی طرف کھول دو چنانچہ وہاں کی گرمی اور تپش اسے پہنچنے لگتی ہے اور اس پر قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔

تفسیر نمبر 8:

شارح بخاری حافظ ابو لفضل احمد بن علی بن محمد المعروف ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ رَوَاهُ زَاذَانُ أبو عُمر عَنِ الْبَرَاءِ مُطَوَّلا مُبَيَّنا أَخْرَجَهُ أَصْحَابُ السُّنَنِ وَصَحَّحَهُ أَبُوْ عَوَانَةَ وَغَيْرُهُ وَفِيْهِ مِنَ الزِّيَادَةِ فِيْ أَوَّلِه اِسْتَعِيْذُوْا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِيْهِ فَتُرَدُّ رُوْحُهُ فِيْ جَسَدِه وَفِيْهِ فَيَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ،فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللهُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: دِينِيَ الْإِسْلَامُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولَانِ وَمَا يُدْرِيكَ؟فَيَقُولُ : قَرَأْتُ الْقُرْآنَ كِتَابَ اللهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تعالیٰ(يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ وفِيْهِ وَأَنَّ الْكَافِرَ تُعَادُ رُوْحُهُ فِيْ جَسَدِه فَيَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ،فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي الحديث

(فتح الباری: باب ماجاء فی عذب القبر)

ترجمہ: ابو عمر زاذان رحمہ اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی اور واضح حدیث مبارک نقل کی جسے امام ابو داود اور دیگر محدثین نے نقل کیا اور اس حدیث کو امام ابو عوانہ اور دیگر حضرات نے صحیح فرمایا اس کی ابتداء میں یہ الفاظ ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی سے عذاب قبر سے پناہ مانگو۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ میت کی روح اس کی جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو قبر میں اُسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تو مومن جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ مومن جواب دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ وہ پوچھتے ہیں یہ شخص جنہیں تم میں مبعوث کیا گیا تھا کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ فرشتے پوچھتے ہیں تجھے ان سوالوں کے جواب کیسے معلوم ہوئے؟ تو مومن جواب دیتا ہے میں نے قرآن کریم کو پڑھا، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم کی آیت۔يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ ان کو اس مضبوط بات پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدمی عطا فرماتے ہیں اور قبر میں بھی۔ کا یہی مطلب ہے۔

اور اگر مرنے والا کافر ہو تو اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے آکر اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے ہائے افسوس! مجھے کچھ پتہ نہیں۔

تفسیر نمبر9:

ابوالعباس احمد بن محمد المہدی الفاسی (ت1224ھ) لکھتے ہیں:

وَرُوِيَ أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ذَكَرَ قَبْضَ رُوْحِ الْمُؤْمِنِ فَقَالَ:ثُمَّ تُعَادُ رُوْحُه فِيْ جَسَدِه فَيَأْتِيْهِ مَلَكانِ فَيُجْلِسَانِهِ فِيْ قَبْرِه فَيَقُولاَنِ لَهُ مَنْ رَبُّكَ ؟ و ما دينُك ؟ ومَنْ نَبِيُّكَ؟فَيَقُولُ : رَبِّيَ اللّٰهُ وَدِيْنِيَ الْإِسْلَام ونَبِيِّي مُحَمَّد صلى الله عليه وسلم--- فيُنَادِيْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أن صَدَق عبدي، قَال: فذٰلك قوله تعالى: { يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

(البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید سورۃ ابراہیم آیت 27)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی روح قبض ہونے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا مومن کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے تواسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو قبر میں اُسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تو مومن جواب دیتاہے میرا رب اللہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ اور میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟

تو آسمان سے ایک آواز لگانے والا آواز لگاتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم کی آیت ۔يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابتِ ۔کا یہی مطلب ہے۔

تفسیر نمبر10:

قاضی محمد ثناء اللہ العثمانی پانی پتی رحمہ اللہ (ت1225ھ) لکھتے ہیں:

وَرَوَاهُ أَحْمَد وَأَبُو داوُد وَغَيْرُهماَ بِلَفْظ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَأتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ،فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللهُ، فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: دِينِيَ الْإِسْلَامُ، فَيَقُولاَنِ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولاَنِ وَمَا يُدْرِيكَ؟فَيَقُولُ : قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ فَذٰلِكَ قَوْلُہٗ تعالیٰ(يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الآية قال فَيُنَادِى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ : أَنْ صَدَقَ عَبْدِى فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّۃِوَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِفَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا، وَطِيبِهَا، وَيُفْسَحُ لَهُ فِيهَا مَدَّ بَصَرِه۔

وَاَمَّاالْكَافِرُ فَذَكَرَ مَوْتَهُ قَالَ:وَيُعَادُ رُوْحُهُ فِيْ جَسَدِه وَيَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ،فَيَقُولاَنِ : مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي فَيَقُولاَنِ لَہٗ:مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي، فَيَقُولاَنِ : مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي، فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ فَأَفْرِشُوا لَهُ مِنَ النَّارِ،وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ النَّارِوَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ،قَالَ فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا، وَسَمُومِهاقَالَ وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى يَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ

(التفسیر المظہری: سورۃ ابراہیم آیت 27)

ترجمہ: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور امام ابوداود رحمہ اللہ اور دیگر محدثین رحمھم اللہ نے حدیث مبارک نقل کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو قبر میں اُسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تو مومن جواب دیتاہے میرا رب اللہ ہے۔ وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ مومن جواب دیتاہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ وہ پوچھتے ہیں یہ شخص جنہیں تم میں مبعوث کیا گیا تھا کون ہے؟ وہ جواب دیتاہے وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ فرشتے پوچھتے ہیں تجھے ان سوالوں کے جواب کیسے معلوم ہوئے؟ تو مومن جواب دیتاہے میں نے قرآن کریم کو پڑھا، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم کی آیت ۔يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَۃِ۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ ان کو اس مضبوط بات پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدمی عطا فرماتے ہیں اور قبر میں بھی۔ کا یہی مطلب ہے۔

اس کے بعد آسمان سے ایک آواز آتی ہے: میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت کا بستر بچھادو، اسے جنت کا لباس پہنادو اور اس کی قبر کی طرف جنت کا ایک دروازہ کھول دو چنانچہ اسے جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی رہتی ہیں اور تاحد نگاہ اس کی قبر وسیع کر دی جاتی ہے۔

اور اگر مرنے والا کافر ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی موت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے آکر اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے ہائے افسوس! مجھے کچھ پتہ نہیں، وہ سوال کرتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے ہائے افسوس! مجھے کچھ پتہ نہیں۔

وہ پوچھتے ہیں یہ شخص جنہیں تم میں مبعوث کیا گیا تھا کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے ہائے افسوس! مجھے کچھ پتہ نہیں،

اس کے بعد آسمان سے ایک آوز آتی ہے: یہ جھوٹ بولتا ہے، اس کے لئے آگ کا بستر بچھادو آگ کا لباس پہنادو اور جہنم کا ایک دروازہ اس کی قبر کی طرف کھول دو چنانچہ وہاں کی گرمی اور تپش اسے پہنچنے لگتی ہے اور اس پر قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔

دلیل نمبر2:

قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

(سورۃ الجاثیہ: آیت26)

ترجمہ:: اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دیجیے اللہ ہی تمہیں زندگی دیتا ہے پھر وہی تمہیں موت دے گا، پھر تم سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا جس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے لیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔

تفسیر:

ترجمان القرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (ت68ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

قُلِ } يا مُحَمَّد لِأَبِي جَهْل وَأصْحَابِه { اللهُ يُحْيِيكُمْ } فِي الْقَبْرِ { ثُمَّ يُمِيتُكُمْ } فِي الْقَبْرِ { ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلى يَوْمِ القيامة } ويُقَالُ قُلِ اللهُ يُمِيْتُكُمْ مُقَدَّم ومُؤَخَّر ثم يَجْمَعُكُمْ إِلىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ { لاَ رَيْبَ فِيهِ } لَا شَكَّ فِيه { ولكن أَكْثَرَ الناس } أَهْلَ مكَّةَ { لاَ يَعْلَمُونَ } ذٰلِك ولا يُصَدِّقُوْنَ

(تفسیر ابن عباس: ج2ص22)

ترجمہ: "اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ابو جہل اور دوسرے کفار سے کہدیں اللہ تمہیں قبر میں زندہ کرے گا {سوال وجواب کے بعد} تمہیں قبر میں موت دے گا پھر تم سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا بعض حضرات کے نزدیک اس آیت میں تھوڑی سی تقدیم و تاخیر ہے { ثُمَّ يُمِيتُكُمْ } پہلے ہے اور { يُحْيِيكُمْ } بعد میں ہے اب آیت کا معنیٰ ہو گا اللہ تمہیں دنیا میں موت دیں گے پھر قبر میں زندہ کریں گے، پھر تم سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا جس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے لیکن اکثر اہل مکہ اس بات کو نہ سمجھتے ہیں اور نہ ہی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

فائدہ:

"ثم یمیتکم فی القبر" کا مطلب یہ ہے کہ روح تو علیین یا سجین میں ہوتی ہے اور بندے پر نیند طاری کر دی جاتی ہے لیکن اس کے لفظ موت لایا گیا ہے۔ باقی اس زندگی اور کیفیت کو نیند سے تعبیر کرنا قرآن میں بھی ہے حدیث میں بھی ہے۔

"يا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا"{سورة یٰس آیت52}

ترجمہ: قیامت کے دن مجرمین قبروں سے اٹھ کر کہیں گے ہائے افسوس ہمیں ہمارے سونے کی جگہ سے کس نے اٹھایا؟

عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلّم ذَكَرَ قَبْضَ رُوْحِ الْمُؤْمِنِ فَقَالَ:ثُمَّ تُعَادُ رُوْحُه فِيْ جَسَدِه فَيَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فِيْ قَبْرِه فَيَقُوْلاَنِ لَهُ مَنْ رَبُّكَ ؟ و ما دينُك ؟ ومَنْ نَبِيُّكَ؟فَيَقُوْلُ:رَبِّیَ اللّٰهُ وَدِيْنِيَ الْإِسْلَام ونَبِيِّي مُحَمَّد صلى الله عليه وسلم فيُنَادِيْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أن صَدَق عَبْدِيْ فذٰلك قوله تعالى: { يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ثُمَّ يَقُوْلُ الْمَلَكَانِ عِشْتَ سَعِيْداً وَمُتَّ حَمِيْداً نَمْ نَوْمَةَ الْعُرُوْسِ

(مدارک التنزیل وحقائق التاویل المعروف تفسیر مدارک: سورۃ ابراہیم آیت27)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی روح قبض ہونے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا مومن کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے تو اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو قبر میں اُسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تو مومن جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ اور میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تو آسمان سے ایک آواز لگانے والا آواز لگاتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم کی آیت ۔يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ۔کا یہی مطلب ہے۔

اس کے بعد دونوں فرشتے کہتے ہیں تو نے سعادت کی زندگی گزاری اور مبارک موت پائی اب تو پہلی رات کی دلہن کی طرح سوجا۔

اس حدیث پاک میں موت کے لئے لفظ نیند لایا گیا ہے۔

اسی طرح کبھی نیند کے لئے لفظ موت بھی لایا جاتا ہے:

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ قَالَ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَمُوتُ وَأَحْيَا وَإِذَا اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ

(صحیح بخاری: باب مایقول اذا اصبح)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو دعا پڑھتے: اے اللہ میں آپ کا نام لیکر مرتا ہوں اور جیتا ہوں، جب آپ بیدار ہوتے تو فرماتے: اللہ کا شکر ہے جس نے موت کے بعد ہمیں زندگی عطا فرمائی۔

اب دیکھیں سوتے وقت ہوتی نیند ہے لیکن لفظ موت کا بولا جاتا ہے اسی طرح قبر میں نیند ہوتی ہے لیکن اس کے لئے لفظ موت لایا گیا ہے۔

شبہ:

اس آیت میں تو اعادہ روح کا ذکر نہیں اس سے اعادہ روح کیسے ثابت ہوگا؟۔

جواب:

حیات کا لفظ دلیل ہے کہ روح کا اعادہ ہوتا ہے روح کا تعلق ہوتا ہے اس لئے کہ ایک موت ہے اور ایک موت کے بعد حیات ہے انسان ہو ،زندہ ہو اور روح کا تعلق واعادہ نہ ہو ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔

دلیل نمبر 3:

امام ابو داود سلیمان بن اشعث السجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) نقل فرماتے ہیں:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فِى جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرُ وَفِى يَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ فِى الأَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ اسْتَعِيذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا

زَادَ فِى حَدِيثِ جَرِيرٍ هَا هُنَاوَقَالَ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ حِينَ يُقَالُ لَهُ يَا هَذَا مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِينُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ؟

قَالَ هَنَّادٌ قَالَ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولاَنِ لَهُ مَنْ رَبُّكَ؟فَيَقُولُ رَبِّىَ اللَّهُ فَيَقُولاَنِ لَهُ مَا دِينُكَ؟فَيَقُولُ دِينِى الإِسْلاَمُ فَيَقُولاَنِ لَهُ مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِى بُعِثَ فِيكُمْ؟قَالَ فَيَقُولُ هُوَرَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَيَقُولاَنِ وَمَا يُدْرِيكَ؟فَيَقُولُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللَّهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ

زَادَ فِى حَدِيثِ جَرِيرٍفَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا) الآيَةَثُمَّ اتَّفَقَاقَالَ فَيُنَادِى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِأَنْ قَدْ صَدَقَ عَبْدِى فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِقَالَ فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيبِهَا قَالَ وَيُفْتَحُ لَهُ فِيهَا مَدَّ بَصَرِهِ قَالَ وَإِنَّ الْكَافِرَفَذَكَرَمَوْتَهُ قَالَ وَتُعَادُ رُوحُهُ فِى جَسَدِهِ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولاَنِ مَنْ رَبُّكَ؟فَيَقُولُ هَاهْ هَاهْ هَاهْ لاَ أَدْرِى.

فَيَقُولاَنِ لَهُ مَا دِينُكَ؟فَيَقُولُ هَاهْ هَاهْ لاَ أَدْرِى فَيَقُولاَنِ مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِى بُعِثَ فِيكُمْ فَيَقُولُ هَاهْ هَاهْ لاَ أَدْرِى فَيُنَادِى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ فَأَفْرِشُوهُ مِنَ النَّارِ وَأَلْبِسُوهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ قَالَ فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُومِهَاقَالَ وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلاَعُهُ

(سنن ابی داود باب فی المسئلۃ فی القبر وعذاب القبر، مسند احمد حدیث نمبر 18534)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ایک انصاری صحابی کے جنازے میں شریک ہوئے ہم قبرستان پہنچے تو ابھی قبر تیار نہیں ہوئی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس سر جھکا کے بیٹھ گئے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین کو کرید رہے تھے تھوڑی دیر بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اٹھا کر دو یا تین مرتبہ فرمایا: اللہ تعالی سے عذاب قبر سے پناہ مانگو۔

راوی حدیث جریر کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جب لوگ میت کو دفنا کے جانے لگتے ہیں تو میت ان کے جوتوں کی آہٹ سنتی ہے اور اس سے رب، دین اور نبی کے بارے میں سوال کئے جاتے ہیں۔

راوی حدیث ھناد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو قبر میں اُسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے ؟ تو مومن جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے ؟ مومن جواب دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ وہ پوچھتے ہیں یہ شخص جنہیں تم میں مبعوث کیا گیا تھا کون ہے ؟ وہ جواب دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ فرشتے پوچھتے ہیں تجھے ان سوالوں کے جواب کیسے معلوم ہوئے ؟ تو مومن جواب دیتا ہے میں نے قرآن کریم کو پڑھا، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔

راوی حدیث جریر کی روایت میں یہ اضافہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم کی آیت ۔ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ ان کو اس مضبوط بات پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدمی عطا فرماتے ہیں اور قبر میں بھی۔ کا یہی مطلب ہے۔

اس کے بعد جریر اور ھناد دونوں کی روایت کے الفاظ ایک جیسے ہیں کہ اس کے بعد آسمان سے ایک آواز آتی ہے: میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت کا بستر بچھادو اور اس کی قبر کی طرف جنت کا ایک دروازہ کھول دو چنانچہ اسے جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی رہتی ہیں اور تاحد نگاہ اس کی قبر وسیع کر دی جاتی ہے۔

اور اگر مرنے والا کافر ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی موت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے پھر اس کے پاس دو فرشتے آکر اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے ہائے افسوس! مجھے کچھ پتہ نہیں، وہ سوال کرتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے ہائے افسوس! مجھے کچھ پتہ نہیں۔

وہ پوچھتے ہیں یہ شخص جنہیں تم میں مبعوث کیا گیا تھا کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے ہائے افسوس! مجھے کچھ پتہ نہیں،

اس کے بعد آسمان سے ایک آوز آتی ہے: یہ جھوٹ بولتا ہے، اس کے لئے آگ کا بستر بچھادو آگ کا لباس پہنادو اور جہنم کا ایک دروازہ اس کی قبر کی طرف کھول دو چنانچہ وہاں کی گرمی اور تپش اسے پہنچنے لگتی ہے اور اس پر قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔

مصححین و مستدلین حدیث:

- امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) فرماتے ہیں:

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين

(المستدرک علی الصحیحین: ج1 ص201)

ترجمہ: یہ حدیث مبارک امام بخاری اور امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

- امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) فرماتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ

(شعب الایمان ج1 ص357)

- حافظ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم المعروف ابن تیمیہ رحمہ اللہ (ت 728ھ) لکھتے ہیں

وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو نُعَيْمٍ الأصبهاني : وَأَمَّا حَدِيثُ الْبَرَاءِ رَوَاهُ الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زاذان عَنْ الْبَرَاءِ فَحَدِيثٌ مَشْهُورٌ رَوَاهُ عَنْ الْمِنْهَالِ الْجَمُّ الْغَفِيرُ وَرَوَاهُ عَنْ الْبَرَاءِ : عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ وَغَيْرُهُمَا وَرَوَاهُ عَنْ زاذان عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ . قَالَ : وَهُوَ حَدِيثٌ أَجْمَعَ رُوَاةُ الْأَثَرِ عَلَى شُهْرَتِهِ وَاسْتِفَاضَتِهِ وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنُ منده : هَذَا الْحَدِيثُ إسْنَادُهُ مُتَّصِلٌ مَشْهُورٌ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ عَنْ الْبَرَاءِ

(مجموع الفتاویٰ: ج5 ص216)

ترجمہ: امام ابو نُعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی رحمہ اللہ (ت 430ھ) فرماتے ہیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث جسے منہال بن عمرو نے زاذان سے انہوں نے حضرت براء بن عازب سے نقل کیا یہ حدیث مشہور ہے، اسے منہال بن عمرو سے محدثین کی بہت بڑی جماعت نے نقل کیا ہے، اس حدیث کو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے عدی بن ثابت اور محمد بن عقبہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور زاذان سے عطاء بن سائب نے نقل کیا ہے۔ اس کے مشہور اور مستفیض ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔ حافظ ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ ابن مندہ رحمہ اللہ ت 395ھ فرماتے ہیں اس حدیث کی سند متصل ہے یہ حدیث مشہور ہے جسے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔

- حافظ محمد بن ابو بکر بن ایوب ابن قیم رحمہ اللہ (ت 751ھ) فرماتے ہیں:

ہٰذَا حَدِیثٌ ثَابِتٌ مَّشْہُورٌ مُسْتَفِیضٌ صَحَّحَہٗ جَمَاعَۃٌ مِّنَ الْحُفَّاظِ،وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِّنْ أَئِمَّۃِ الْحَدِیثِ طَعَنَ فِیہِ،بَلْ رَوَوْہُ فِي کُتُبِہِمْ،وَتَلَقَّوْہُ بِالْقُبُولِ وَجَعَلُوہُ أَصْلًا مِّنْ أُصُولِ الدِّینِ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ وَنَعِیمِہٖ،وَمُسَائَلَۃِ مُنْکَرٍ وَّنَکِیرٍ وَقَبْضِ الْـأَرْوَاحِ وَصَعُودِہَا إِلٰی بَیْنِ یَدَيِ اللّٰہِ، ثُمَّ رُجُوعِہَا إِلَی الْقَبْرِ

(کتاب الروح: ص48)

ترجمہ: یہ حدیث ثابت بھی ہے، مشہور بھی ہے اور مستفیض بھی۔ اس حدیث کو بہت سے حفاظ محدثین نے صحیح قرار دیا ہے۔ ہمارے علم کے مطابق ائمہ حدیث میں سے کسی نے اس پہ طعن نہیں کیا بلکہ محدثین نے اس حدیث پاک کو اپنی کتابوں میں ذکر کر کے اسے قبول کیا ہے اور موت کے وقت روح کے قبض کرنے، علیین کی طرف لے جانے، پھر واپس قبر کی طرف لانے، قبر میں نکیرین کے سوال وجواب اور ثواب وعذاب قبر والے عقیدہ کے بارے اس حدیث کو بنیادی حیثیت دی ہے۔

- حافظ ابو الحسن علی بن عبد الکافی السبکی رحمہ اللہ (ت 756ھ) لکھتے ہیں:

ورِجَالُ اِسْنَاده کُلُّھُمْ ثِقَات

(شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام: ص201)

ترجمہ: اس حدیث کی سند کی تمام راوی ثقہ ہیں۔

- حافظ علی بن ابو بکر بن سلیمان الہیثمی رحمہ اللہ (ت 807ھ) فرماتے ہیں:

رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ج3 ص170 باب السؤال في القبر)

یہ حدیث پاک امام احمد نے نقل کی ہے اور اس کے روات صحیح ہیں۔

نوٹ: اس روایت کے راوی ابو معاویہ پر بعض حضرات نے اضطراب کی جرح کی ھے لیکن وہ جرح یہاں نہیں چل سکتی کیونکہ بتصریح ائمہ ابو معاویہ کی ان روایات میں اضطراب ہے جو اعمش کے علاوہ سے مروی ہوں

أبو معاوية الضرير صدوق وهو في الأعمش ثقة وفي غير الأعمش فيه اضطراب

(تاریخ بغداد: ج2 ص115)

اور یہ روایت امام اعمش سے ہی مروی ہے۔

دلیل نمبر 4:

عَنْ أَبِي هُرَیْرَۃَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ رَجُلٌ یُسْرِفُ عَلٰی نَفْسِہٖ فَلَمَّا حَضَرَہُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِیہِ إِذَا أَنَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اطْحَنُونِي ثُمَّ ذَرُّونِي فِي الرِّیحِ فَوَاللّٰہِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّي لَیُعَذِّبَنِّي عَذَابًا مَا عَذَّبَہُ أَحَدًا فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِہٖ ذٰلِکَ فَأَمَرَ اللّٰہُ الْأَرْضَ فَقَالَ اجْمَعِي مَا فِیکِ مِنْہُ فَفَعَلَتْ فَإِذَا ہُوَ قَائِمٌ فَقَالَ مَا حَمَلَکَ عَلٰی مَا صَنَعْتَ قَالَ یَا رَبِّ خَشْیَتُکَ فَغَفَرَ لَہٗ

(صحیح بخاری: باب حدیث الغار)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی تھا جو بہت گناہگار تھا جب اسے موت آنے لگی تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاوں تو مجھے جلا دینا پھر میری ہڈیوں کو پیس لینا اور مجھے ہوا میں اڑا دینا قسم بخدا اگر میں اپنے رب کی پکڑ میں آ گیا تو مجھے ایسا عذاب دے گا جو کسی کو بھی نہیں دیا ہو گا چنانچہ جب وہ مر گیا تو اس کے ساتھ یہی معاملہ کیا گیا، اللہ رب العزت نے زمین کو حکم دیا کہ اس بندے کے ذرات جہاں کہیں بھی ہیں ان کو جمع کر دے زمین نے اس کے ذرات جمع

کر دیے تو وہ زندہ کھڑا ہو گیا اللہ تعالی نے فرمایا تونے یہ کام کیوں کیا؟ ایسی وصیت کیوں کی؟ تو وہ کہنے لگا اے میرے رب میں نے تیرے ڈر کی وجہ سے ایسا کیا تھا چنانچہ اللہ تعالی نے اس بخش دیا۔

فائدہ:

اگر موت کے بعد سوال وجواب اور اس کے بعد ثواب وعذاب کا تعلق اس دنیا والے جسم سے نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے اس بندے کے اسی دنیوی جسم کو دوبارہ کیوں زندہ فرمایا؟ اس کی روح تو محفوظ تھی اسی سے سوال وجواب کر لیتے۔

دلیل نمبر 5:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لأَخِيكُمْ وَسَلُوا لَهُ التَّثْبِيتَ فَإِنَّهُ الآنَ يُسْأَلُ

(سنن ابی داود باب الاِسْتِغْفَارِ عِنْدَ الْقَبْرِ لِلْمَيِّتِ فِی وَقْتِ الاِنْصِرَافِ)

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوجاتے تو تھوڑی دیر وہی ٹھہرتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کا سوال کرو کیونکہ اس سے ابھی سوال کیے جائیں گے۔

اور سوال زندہ سے کیا جاتا ہے۔

فائدہ:

جن آیات اور احادیث مبارکہ سے قبر کا ثواب وعذاب ثابت ہے وہ بھی قبر کی حیات اور زندگی کے دلائل ہیں اس لئے کہ بغیر حیات کے ثواب وعذاب کا تصور ممکن نہیں۔

چنانچہ امام سلیمان بن عمر بن منصور شافعی 1204ھ عذاب کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایصال الالم الی حی ھَواناً وذُلّاً۔

حاشیہ جمل سورۃ بقرہ آیت:7

ترجمہ: زندہ آدمی کو ذلیل ورسوا کرنے کے لئے تکلیف دینا عذاب کہلاتا ہے۔

اسلاف امت اور اعادہ روح

1: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ ت 150ھ:

وَإِعَادَةُ الرُّوْحِ إِلَى الْجَسَدِ فِي قَبْرِهٖ حَقٌّ

(الفقہ الاکبر: ص3)

ترجمہ: قبر میں انسانی جسم کی طرف اس کی روح کا لوٹایا جانا برحق عقیدہ ہے۔

2: امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ ت 241ھ:

وَالْاِيْمَانُ بِالْحَوضِ وَالشَّفَاعَةِ وَالْاِيْمَانُ بِمُنْكَرٍ وَنَكِيْرٍ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَالْاِيْمَانُ بِمَلَكِ الْمَوْتِ بِقَبْضِ الْاَرْوَاحِ ثُمَّ تُرَدُّ فِی الْاَجْسَادِ فِی الْقُبُوْرِ فَيُسْأَلُوْنَ عَنِ الْاِيْمَانِ وَالتَّوْحِيْدِ

(کتاب الصلوۃ: ص45 بحوالہ تسکین الصدور ص155)

ترجمہ: حوض کوثر، قیامت کے دن، شفاعت پہ ایمان لانا، منکر نکیر پہ ایمان لانا، عذاب قبر کو ماننا، ملک الموت کا ارواح کو قبض کرنے پھر

قبروں میں جسموں کی طرف لوٹانے کا ماننا ضروری ہے۔ لوگوں سے قبر میں سوال جواب بھی کیا جاتا ہے۔

3: امام محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرخ انصاری قرطبی رحمہ اللہ ت 671ھ:

اَلْإِيْمَانُ بِعَذَابِ الْقَبْرِوَفِتْنَتِهِ وَاجِبٌ وَالتَّصْدِيْقُ بِهِ لَازِمٌ حَسْبَ مَا أَخْبَرَ بِهِ الصَّادِقُ وَ أَنَّ اللهَ تَعَالٰى يُحْيِي الْعَبْدَ الْمُكَلَّفَ فِي قبره بِرَدِّ الحياةِ إِلَيه و يَجعلُه مِنَ الْعَقْلِ فِي مِثْلِ الْوَصْفِ الَّذِيْ عَاشَ عَلَيْهِ لِيَعْقِلَ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ وَ مَا يُجِيْبُ بِهِ وَ يَفْهَمُ مَا أَتَاهُ مِنْ رَبِّهِ وَ مَا أُعِدَّ لَهُ فِي قَبْرِهِ مِنْ كَرَامَةٍ أَوْ هَوَانٍ وَ بِهٰذَا نَطَقَتِ الْأَخْبَارُ عَنِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ و عَلٰى آلِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَ أَطْرَافَ النَّهَارِ وَ هٰذَا مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْجَمَاعَةُ مِنْ أَهْلِ الْمِلَّةِ وَ لَمْ تَفْهَمِ الصَّحَابَةُ الَّذِيْنَ نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِهِمْ وَ لُغَتِهِمْ مِنْ نَبِيِّهِمْ عَلَيْهِ السَّلَامُ غَيْرَ مَا ذَكَرْنَا وَ كَذٰلِكَ التَّابِعُوْنَ بَعْدَهُمْ إِلٰى هَلُمَّ جَرًّا

(التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ: ج1 ص137 عنوان الرد علی الملحدۃ)

مفہوم: قبر کے ثواب وعذاب کو ماننا واجب اور حضور علیہ السلام کی بتائی ہوئی تصریحات کے مطابق قبر کے احوال کی تصدیق کرنا ضروری ہے بیشک اللہ تعالیٰ مکلف آدمی کی طرف روح لوٹا کے قبر میں حیات عطا فرماتے ہیں {ہم نے رد حیات کا معنی اعادہ روح امام قرطبی کی دیگر عبارات کی روشنی میں کیا ہے} اور انسان جس حالت میں دنیا کی زندگی گزار کے جاتا ہے اللہ تعالی اسی کے مطابق قبر میں اسے عقل عطا فرماتے ہیں تاکہ اپنے رب کی طرف سے آنے والے ملائکہ کے سوال وجواب کو سمجھے اور جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے قبر میں عزت وذلت {ثواب وعذاب} تیار کی ہے اسے سمجھے اس عقیدہ پہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث موجود ہیں اور اہل السنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جن کی زبان میں قرآن نازل ہوا اور جنہوں نے قرآن براہ راست رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سمجھا انہوں نے بھی قرآن وصاحب قرآن سے یہی عقیدہ سمجھا اسی طرح تابعین سے لیکر ہمارے دور تک اسلاف کا بھی یہی عقیدہ رہا ہے۔

4: امام ابوزکریا یحی بن شرف النووی رحمہ اللہ ت 676ھ:

ثُمَّ الْمُعَذَّبُ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ الْجَسَدُ بِعَيْنِه أَوْ بَعْضُه بَعْدَ اِعَادَةِ الرُّوْحِ إِلَيْهِ أَوْ إِلىٰ جُزْء مِنْهُ

(شرح المسلم للنووی: باب عرض مقعد الميت من الجنة أو النار عليه)

ترجمہ: اہل السنت والجماعت کے نظریہ کے مطابق جسم یا جسم کی اجزاء کی طرف اعادہ روح کے بعد جسم یا اجزائے جسم کو عذاب دیا جاتا ہے۔

5: حافظ محمد بن ابو بکر بن ایوب ابن قیم رحمہ اللہ ت 751ھ:

اَلْمَسْأَلَةُ السَّادِسَةُ وَهِيَ أَنَّ الرُّوْحَ هَلْ تُعَادُ إِلَى الْمَيِّتِ فِيْ قَبْرِه وَقْتَ السُّؤَالِ أَمْ لَا؟
فَقَدْ كَفَانَا رَسُوْلُ اللهِ أَمْرَ هٰذِهِ المَسالَة وأغْنَانَا عَنْ أَقْوَالِ النَّاسِ حَيْثُ صَرَّحَ بِاعَادَةِ الرُّوْحِ إِلَيْهِ

(کتاب الروح: ص48)

ترجمہ: اس فصل کی چھٹی بات: کیا قبر میں سوال وجواب کے وقت میت کے جسم میں روح کا اعادہ ہوتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روح کے اعادہ کی صراحت فرما کے ہمیں لوگوں کی باتوں سے مستغنی فرما دیا۔

6:سلطان المحدثین علی بن سلطان محمد ہروی القاری رحمہ اللہ1014ھ:

وَاِعَادَةُ الرُّوْحِ اَيْ رَدُّهَا اَوْتَعَلُّقُهَااِلَى الْعَبْدِ اَيْ جَسَدِهٖ بِجَمِيْعِ اَجْزَائِهٖ اَوْبِبَعْضِهَامُجْتَمِعَةً اَوْمُتَفَرِّقَةً فِى قَبْرِهٖ حَقٌّ

(شرح الفقہ الاکبر:ص120)

ترجمہ:انسانی جسم ایک جگہ ہو یا اس کے اجزاء بکھر گئے ہوں تو ان کی طرف روح کا اعادہ ہونا یا جسم سے روح کا تعلق قائم ہونا برحق ہے۔

7:مولنا عبد العزیز پرہاڑوی رحمہ اللہ1239ھ:

اِنَّ اْلاَحَادِيْثَ الصَّحِيْحَةَ نَاطِقَة بِاَنَّ الرُّوْحَ يُعَادُ فِى الْجَسَدِ عِنْدَ السُّوَالِ

(النبراس شرح شرح العقائد:ص209)

ترجمہ:قبر میں سوال وجواب کے وقت جسم میں روح کا لوٹایا جانا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

8:شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ1239ھ:

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ ثابت ہوا کہ روح باقی رہتی ہے اور اس کا ایک خاص تعلق بدن کے اجزاء کے ساتھ بدن کی مفارقت کرنے کے بعد اور اس بدن کی کیفیت متغیر ہو جانے کے بعد بھی باقی رہتا ہے

(فتاویٰ عزیزی اردو:ص192)

9:مفتی بغداد ابو الثناء شہاب الدین سید محمود بن عبد اللہ بن محمود آلوسی رحمہ اللہ1270ھ:

وَالْجُمْهُوْرُ عَلىٰ عُوْدِ الرُّوْحِ إِلَى الْجَسَدِ أَوْ بَعْضِه وَقْتَ السُّؤَالِ عَلىٰ وَجْه لَا يَحُسُّ بِه أَهْلُ الدُّنْيَا إِلَّا مَنْ شاء الله تعالى

(تفسیر روح المعانی:ج21ص57)

ترجمہ:جمہور حضرات کا موقف یہ ہے کہ انسان کے جسم یا جسم کے اجزاء کی طرف روح اس طرح لوٹائی جاتی ہے کہ دنیا والوں کو وہ حیات نظر نہیں آتی ہاں اگر اللہ پاک دکھانا چاہیں تو دکھا دیتے ہیں۔

10:نواب قطب الدین رحمہ اللہ1289ھ:

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معذب مردہ کے جسم میں بار بار روح ڈالی جاتی ہے تا کہ اس پر عذاب شدید سے شدید ہو سکے اور یہ اس چیز کا انجام ہے کہ وہ دنیا میں عذاب قبر کا انکار کیا کرتا تھا اور اس کو جھٹلایا کرتا تھا

(مظاہر حق:ج1ص186)

11: قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ1297ھ:

ادھر بعد مرگ روح کو جسم خاکی سے بہت کم علاقہ رہ گیا اور جو کچھ تھا بھی تو جسم مذکور کی شکل وصورت کے بگڑ جانے سے اس کو اور بھی گھٹا دیا

(جمال قاسمی:ص11)

12: فخر المحدثین مولانا خلیل احمد سہارنپوری 1346ھ:

وَتُعَادُ رُوْحُہٗ فِیْ جَسَدِہٖ بَعْدَ دَفْنِہٖ فِی الْقَبْرِ

(بذل المجہود: ج5 ص288)

ترجمہ: انسان کی تدفین کے بعد اس کے جسم میں روح لوٹائی جاتی ہے۔

13: خاتم المحدثین امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ 1352ھ:

ثُمَّ السُّوَالُ عِنْدِیْ یَکُوْنُ بِالْجَسَدِ مَعَ الرُّوْحِ

(فیض الباری عربی شرح صحیح البخاری: ج1 ص185)

ترجمہ: میرے نزدیک قبر میں سوال وجواب روح اور جسم دونوں سے ہوتا ہے۔

حق تعالیٰ بندہ کو [قبر وبرزخ میں] زندہ کریں گے اور اس کو حیات وعقل واپس دیں گے یہی احادیث واخبار سے ثابت ہے اور یہی مسلک اھل السنۃ والجماعۃ کا ہے

(انوار الباری شرح البخاری: ج8 ص34)

14: حکیم الامت مجدد الملت مولنا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ت1362ھ:

- بعض کا قول ہے ارواح مومنین علیین اور ارواح کفار سجین میں رہتی ہیں اور قبر جسد عنصری سے بھی ان کو تعلق رہتا ہے ۔۔۔ لیکن ان مقامات میں ارواح مقید نہیں ہیں بلکہ ان کو اپنے جسد اول سے اور قبر سے بھی تعلق رہتا ہے،

(امداد الاحکام: ج1 ص818،817)

- یہ صریح ہے اس میں کہ اعادہ الی الارض منافی اس قرار فی الجنۃ کے نہیں یا تو اس طرح کہ اول یہ اعادہ ہوتا ہو پھر سوال نکیرین کے بعد عروج الی السماء ہوتا ہو اور یا اس طرح کہ یہ اعادہ اور قرار تو جنت میں ہو اور قبر میں اصل قرار نہ ہو۔ کچھ تعلق جسد سے ہو خواہ جسد اصلی حالت پر ہو یا مستحیل ہو گیا ہو اور یہ تعلق صرف اتنا ہو جس سے ادراک نعم والم کا ہو سکے۔۔۔ الخ

(امداد الفتاوی: ج5 ص424)

- دوسری جگہ فرماتے ہیں البتہ اجزائے جسدیہ کے ساتھ اس کو کچھ تعلق رہتا ہے۔

(امداد الفتاوی: ج6 ص129)

15: مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ 1372ھ:

ہاں میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس قدر حیات اس میں ڈالی جاتی ہے کہ وہ آرام یا تکلیف کو محسوس کرے۔

(کفایت المفتی: ج1 ص202،201)

16: شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ 1394ھ:

جب خویش واقارب مردہ کو قبر میں رکھ کر واپس ہوتے ہیں روح انسانی جسم خاکی کی طرف عود کرتی ہے تو دو فرشتے منکر نکیر بحکم خداوندی قبر میں آکر اس سے سوال کرتے ہیں۔

(عقائد اسلام: ص59)

17: مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ ت 1396ھ:

مرنے اور دفن کے بعد قبر میں انسان کا دوبارہ زندہ ہونا قرآن مجید کی تقریبا 10 آیات میں اشارۃ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی 70 احادیث متواترہ میں بڑی صداقت کے ساتھ مذکور ہیں جس میں مسلمانوں کو شک شبہ کی گنجائش نہیں۔

(معارف القرآن: ج5 ص248)

18: شیخ طریقت مولانا محمد عبد اللہ بہلوی رحمہ اللہ ت 1398ھ:

اور واپس ہونا روح کا تمام موتی کے لیے حدیث صحیح میں موجود ہے جس سے سوال منکر نکیر ہوتا ہے۔

(القول النقی: ص16)

19: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ ت 1402ھ:

وَلَامَانِعَ فِی الْعَقْلِ مِنْ اَنْ یُعِیْدَاللهُ الْحَیَاةَ فِیْ جُزْءٍ مِنَ الْجَسَدِ اَوْ فِیْ الْجَمِیْعِ عَلیٰ خِلَافِ بَیْنَ الْاَصْحَابِ فَیُثِیْبَهُ اَوْ وَیُعَذِّبَهُ

(اوجز المسالک: ج2 ص307)

ترجمہ: عقلاً یہ بات ناممکن نہیں کہ اللہ تعالی میت کے جسم یا جسم کے اجزاء میں حیات پیدا فرمادے پھر اس کو ثواب یا عذاب دیں۔

20: شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ ت 1413ھ:

باقی یہ خیال غلط ہے کہ قبر میں جسم بالکل معدوم ہو جاتا ہے جسم مٹی بن جاتا ہے اور مٹی کے ان ذرات کے ساتھ [خواہ وہ کہیں کہ کہیں منتشر ہو جائیں] روح کا تعلق باقی رہتا ہے جس کی وجہ سے برزخ میں [یعنی روز محشر سے پہلے] عذاب وراحت کا سلسلہ رہتا ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج4 ص341)

21: مفتی اعظم ھند مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ ت 1416ھ:

جسم میت کو قبر میں رکھنے کے بعد روح کا اس میں داخل کیا جانا اور پھر سوال وجواب کا ہونا احادیث کثیرہ سے ثابت ہے مگر وہ روح اس جسم میں اس طرح نہیں رہتی جس طرح دنیا میں رہتی تھی، البتہ اس جسم سے ایک قسم کا تعلق رہتا ہے بہر حال روح برزخ میں رہتی ہے

(فتاویٰ محمودیہ: ج1 ص561،560)

سوال: مرنے کے بعد روح کا تعلق قبر سے کب تک رہتا ہے۔

جواب: نفس تعلق، قبر سے بعث تک رہے گا بعض اوقات میں یہ تعلق قوی ہو جاتا ہے

(فتاوی محمودیہ: ج1 ص602)

سوال: کیا مرنے والے کی روح ہر پنج شنبہ کو مکان یا قبر پر آتی ہے؟

جواب: مکان پر آنے کی کوئی روایت معتبر نہیں البتہ قبر سے تعلق قوی ہو جاتا ہے۔

(فتاوی محمودیہ: ج1 ص604)

ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: دفن کے وقت قبر میں داخل ہوکر جسم میں داخل ہو جاتی ہے اور سوال وجواب قبر میں شروع ہو جاتا ہے۔

(فتاوی محمودیہ:ج1ص605)

میت کو قبر میں رکھنے اور دفن کرنے کے بعد فرشتے آکر اس کی روح اس میں داخل کر کے اس کو بٹھادیتے ہیں۔

(فتاوی محمودیہ:ج1ص606)

سوال: قبر سے مراد یہ قبر ہے جس میں میت کو داخل کیا جاتا ہے یا کوئی اور عذاب قبر اسی زمینی قبر میں ہوتا ہے یا کسی اور جگہ سوالات کے وقت منکر نکیر فرشتوں کا جو ذکر احادیث میں آیا ہے اسی قبر میں سوالات اسی جسد عنصری سے متعلق روح سے کیے جاتے ہیں یا صرف روح سے۔

(فتاوی محمودیہ:ج1ص534)

جواب: قبر میں فرشتے آکر روح کو جسم میں داخل کرتے ہیں تب سوال وجواب کیا جاتا ہے، عامۃً یہ اسی قبر میں ہوتا ہے

(فتاوی محمودیہ:ج1ص536)

22: امام اہل سنت والجماعت شیخ التفسیر والحدیث مولنا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ ت 1430ھ:

اہل السنت والجماعت کا یہ مسلک ہے کہ میت جب قبر میں دفن کردی جاتی ہے تو اس کی روح اس کے جسم کی طرف لوٹا دی جاتی ہے

(تسکین الصدور ص107 ناشر مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

ثواب وعذاب قبر بتعلق روح

جب میت سے سوال وجواب ہو جاتے ہیں تو اس پہ نیند طاری کر دی جاتی ہے اور اگر میت مومن ہو تو اسی حالت میں ثواب، اگر کافریا فاسق ہو تو عذاب کو محسوس کرتی ہے۔

عَنِ اِبْنِ عَبَّاس قَالَ شَهِدَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِنَازَةَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهىٰ إِلَى الْقَبْرِ، وَلَمْ يُلْحَدْ لَہٗ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وجَلَسَ النَّاسُ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِهِمُ الطَّيْرَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَرُهُ فِي الْأَرْضِ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَة مَعَهُ ثُمَّ رَفَعَ طَرْفَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ أَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔۔۔۔فَيَقُوْلُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِه اِرْفُقْ بِوَلِيِّ اللهِ فَإِنَّهُ جَاءَ مِنْ هَوْل شَدِيْد فَيَقُوْلُ مَنْ رَبُّكَ ؟فَيَقُوْلُ اللهُ۔ فَيَقُوْلُ مَادِيْنُكَ؟ فَيَقُولُ: دِينِيَ الْإِسْلَامُ، فَيَقُوْلُ مَنْ نَبِيُّكَ؟ قَالَ مُحَمَّد ۔ فَيَقُولَانِ وَمَا يُدْرِيكَ؟قَالَ قَرَأْتُ كِتَابَ اللهِ وَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ ۔۔۔ فَيُنَادِى مِنَ السَّمَاءِ قَدْ صَدَقَ عَبْدِى فَأَفْرِشُوهُ مِنْ فَرَشِ الْجَنَّةِ وَاكْسُوْهُ مِنْ كِسْوَتِهَا وَطِيْبُوْهُ مِنْ طِيْبِهَا وَافْسَحُوْا لَهُ فِيْ قَبْرِه مَدَّ الْبَصَرِوَافْتَحُوا لَهُ بَابًا مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ عِنْدَ رَأْسِه وَبَابًا عِنْدَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلَانِ لَهُ نَمْ نَوْمَةَ الْعُرُوْسِ فِيْ حجْلَتِهَا لَمْ تُذَقْ عَذَابُ الْقَبْرِ فَهُوَ يَقُوْلُ رَبِّ أَقِمِ السَّاعَة لِكَيْ أَرْجِعُ إِلىٰ أَهْلِيْ وَمَالِيْ وَمَا أَعْدَدتَّ لِيْ فَيُبْعَثُ مِنْ قَبْرِه يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور: ج1 ص128 لامام جلال الدین سیوطی ت 911ھ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری صحابی کے جنازے میں تشریف لائے اور جنازے کے بعد قبرستان تشریف لے گئے تو ابھی قبر تیار نہیں ہوئی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس سر جھکا کے بیٹھ گئے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں آپ صلی اللہ علیہ زمین کو دیکھنے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین کو کرید رہے تھے تھوڑی دیر بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھا کر دو یا تین مرتبہ فرمایا: میں عذاب قبر سے اللہ تعالی کی پناہ مانگتا ہوں۔{آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے احوال بیان کرنے شروع فرمائے کہ قبر میں فرشتے سوال وجواب کے لئے آتے ہیں} فرشتوں میں سے ایک دوسرے کو کہتا ہے اللہ کے اس دوست سے نرمی والا معاملہ کرنا کیونکہ یہ دنیا کی مشکلات جھیل کر یہاں پہنچاہے وہ فرشتہ پوچھتا ہے تیرا رب کون ہے؟ مومن جواب دیتاہے میرا رب اللہ ہے۔ وہ پوچھتا ہے تیرا دین کیا ہے؟ مومن جواب دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ وہ پوچھتا ہے تیرا نبی کون ہے؟ مومن جواب دیتا ہے میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتے پوچھتے ہیں تجھے ان سوالوں کے جواب کیسے معلوم ہوئے؟ تو مومن جواب دیتا ہے میں نے قرآن کریم کو پڑھا، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔

آسمان سے ایک آواز آتی ہے: میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت کا بستر بچھا دو، اسے جنتی لباس پہنا دو، اسے جنت کی خوشبوؤں میں سے خوشبو دے دو، تاحد نگاہ اس کی قبر وسیع کر دو اور اس کی قبر میں جنت کا ایک دروازہ اس کے سر کی طرف اور ایک دروازہ اس کے پاوں کی طرف کھول دو۔ پھر فرشتے اسے کہتے ہیں اب تو پہلی رات کی دلہن کی طرح سو جا۔ تجھے قبر میں عذاب نہیں دیا جائے گا۔ مومن کہتا ہے اے اللہ قیامت قائم فرمادیں تاکہ میں اپنے اہل وعیال کو ملوں اور جو نعمتیں آپ نے میرے لئے تیار کی ہیں ان کو حاصل کروں۔ اس بندے کو قیامت کے دن قبر سے اٹھایا جائے گا۔

اب اس کے بعد اگر میت نیک ہو تو اس میں اتنی حیات ہوتی ہے جس سے وہ جنت کی ٹھنڈی ہوا اور خوشبو کو محسوس کرتی رہتی ہے اور اگر کافر وفاسق ہو تو اس میں اتنی حیات رکھ دی جاتی ہے جس سے وہ جہنم کی تپش اور جہنم کے دھویں کو محسوس کرتی رہتی ہے۔

1. امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف ابن الھمام رحمہ اللہ (ت 681ھ) فرماتے ہیں:

أَنَّ الْمَيِّتَ الْمُعَذَّبَ فِیْ قَبْرِہ تُوْضَعُ فِيْهِ الْحَيَاةُ بِقَدْرِ مَا يَحِسُّ بِالْأَلَمِ

(فتح القدیر: ج5 ص193 باب الیمین فی الضرب والقتل)

ترجمہ: جس میت کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے تو اسے اتنی حیات دی جاتی ہے جس سے وہ دکھ کو محسوس کر سکے۔

2: علامہ سعد الدین مسعود بن عمر بن عبد اللہ التفتازانی (ت 791ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ أَهْلُ الْحَقِّ عَلیٰ اَنَّ اللهَ يُعِيْدُ اِلَی الْمَيِّتِ فِی الْقَبْرِ نَوْعَ حَيوٰة ٍقَدْرَمَايَتَأَلَّمُ وَيَتَلَذَّذُ وَيَشْهَدُ بِذٰلِكَ الْكِتَابُ وَالْأَخْبَارُ وَالْآثَارُ

(شرح المقاصد فی علم الکلام: ج2 ص222)

ترجمہ: اہل حق کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ اللہ تعالی قبر میں میت کو اتنی حیات عطا فرماتی ہے جس سے وہ ثواب وعذاب کو محسوس کرتی ہے ،اس عقیدہ پہ قرآنی آیات اور احادیث وآثار موجود ہیں۔

امام زین الدین عبد الرحمن بن احمد بن رجب حنبلی ت 795 فرماتے ہیں:

فإن حياة الروح ليست حياة تامة مستقلة كحياة الدنيا وكالحياة الآخرة بعد البعث وإنما فيها نوع اتصال الروح في البدن بحيث يحصل بذلك شعور البدن وإحساس بالنعيم والعذاب وغيرهما

اھوال القبور ج1 ص132

3: سلطان المحدثین نور الدین علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری (ت 1014ھ) فرماتے ہیں:

وَاعْلَمْ اَنَّ اَهْلَ الْحَقِّ اِتَّفَقُوْا عَلیٰ اَنَّ اللهَ يَخْلُقُ فِی الْمَيِّتِ نَوْعَ حَيوٰة فِی الْقَبْرِقَدْرَمَايَتَأَلَّمُ وَيَتَلَذَّذُ

(شرح الفقہ الاکبر: ص121)

ترجمہ: اہل حق کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ اللہ تعالی مرنے والے کو اتنی حیات عطا فرماتی ہے کہ اگر نیک ہو تو ثواب اور اگر بدکار ہو تو عذاب کو محسوس کرتا ہے۔

4: علامہ محمد امین بن عمر بن عبد العزیز بن احمد بن عبد الرحیم المعروف امام ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (ت 1252ھ) فرماتے ہیں:

وَالْإِيلَامُ وَالْأَدَبُ لَا يَتَحَقَّقُ فِي الْمَيِّتِ وَلَا يَرِدُ تَعْذِيبُ الْمَيِّتِ فِي قَبْرِهِ لِأَنَّهُ تُوضَعُ فِيهِ الْحَيَاةُ عِنْدَ الْعَامَّةِ بِقَدْرِ مَا يحِسُّ بِالْأَلَمِ

(رَدُّالمُحتار: باب الیمین فی الضرب والقتل)

ترجمہ: ایسا مارنا جس سے تکلیف ہو اور تادیب ہو یہ میت میں متحقق نہیں ہوتا۔ اس بناءپہ عذاب قبر کا انکار نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ اہل اسلام کے ہاں میت کو قبر میں اتنی حیات عطا کی جاتی ہے جس سے وہ دکھ کو محسوس کرتی ہے ۔

5: حکیم الامت مجدد الدین والملت مولنا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت 1362ھ) فرماتے ہیں:

یہ صریح ہے اس میں کہ اعادہ الی الارض منافی اس قرار فی الجنۃ کے نہیں یا تو اس طرح کہ اول یہ اعادہ ہوتا ہو پھر سوال نکیرین کے بعد عروج الی السماء ہوتا ہو اور یا اس طرح کہ یہ اعادہ اور قرار تو جنت میں ہو اور قبر میں اصل قرار نہ ہو۔ کچھ تعلق جسد سے ہو خواہ جسد اصلی حالت پر ہو یا مستحیل ہو گیا ہو اور یہ تعلق صرف اتنا ہو جس سے ادراک نِعم والم کا ہو سکے۔

(امداد الفتاویٰ: ج5 ص424)

دلائل اہل السنۃ والجماعۃ

دلیل نمبر 1:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ

(سورۃ الانعام: آیت 93)

ترجمہ: سب سے بڑا ظالم وہ شخص ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا یہ دعوی کرے کہ مجھ پر وحی اتاری گئی ہے حالانکہ اس پر کوئی وحی نازل نہ کی گئی ہو۔ اسی طرح وہ شخص جو یہ کہے کہ میں بھی ویسا ہی کلام نازل کروں گا جیسا اللہ نے نازل کیا ہے۔ اور اگر تم وہ وقت دیکھو جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں مبتلا ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ان سے کہہ رہے ہوں گے "اپنی جانیں نکالو" آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا اس لیے کہ تم اللہ کے ذمے جھوٹی باتیں لگاتے تھے اور اس لئے کہ تم اللہ کی نشانیوں کے خلاف تکبر کا رویہ اختیار کرتے تھے۔

فائدہ: اس آیت کریمہ میں کفار کو موت کے وقت عذاب کی دھمکی دی گئی ہے جس سے مراد عذاب قبر ہے۔

اس پہ چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں

امیر المومنین فی الحدیث امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ ت 256ھ:

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ

(صحیح بخاری: ج 1 ص 183 باب ماجاء فی عذاب القبر)

ترجمہ: یہ باب ہے عذاب قبر کے بیان میں میں اور اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: اور اگر تم وہ وقت دیکھو جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں مبتلا ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ان سے کہہ رہے ہوں گے "اپنی جانیں نکالو" آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔

حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب المعروف ابن القیم ت 751ھ:

أَنَّ نَعِيمَ الْبَرْزَخِ وعذَابِه مَذْكُوْرٌ فِي الْقُرْآنِ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعٍ فَمِنْهَا قَوْلُهُ تَعَالىٰ وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ

وهٰذَا خِطَابٌ لَهُمْ عِنْدَ الْمَوْتِ وَقَدْ أَخْبَرَتِ الْمَلَائِكَةُ وَهُمُ الصَّادِقُوْنَ أَنَّهُمْ حِيْنَئِذٍ يُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ وَلَوْ تَأَخَّرَ عَنْهُمْ ذٰلِكَ إِلَى انْقِضَاءِ الدُّنْيَا لَمَا صَحَّ أَنْ يُقَالَ لَهُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ"

(کتاب الروح لابن قیم: ص 87)

ترجمہ: قرآن کریم کی کئی آیات میں ثواب و عذاب قبر کا ذکر موجود ہے ان میں سے ایک یہ آیت ہے اور اگر تم وہ وقت دیکھو جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں مبتلا ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ان سے کہہ رہے ہوں گے "اپنی جانیں نکالو" آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا اس لیے کہ تم اللہ کے ذمے جھوٹی باتیں لگاتے تھے اور اس لئے کہ تم اللہ کی نشانیوں کے خلاف تکبر کا رویہ اختیار کرتے تھے۔

اور یہ خطاب ان لوگوں کو موت کے وقت کیا جاتا ہے اور اس کی خبر دینے والے سچے فرشتے ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں اس وقت ذلت کا عذاب دیا جاتا ہے اور اگر یہ سزا دنیا ختم ہونے تک مؤخر ہو تو الیوم تجزون کہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

دلیل نمبر 2:

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ

(سورۃ التوبہ: آیت 101)

ترجمہ: تمہارے ارد گرد دیہاتیوں میں اور مدینہ کے باشندوں میں منافق موجود ہیں یہ لوگ منافقت میں اتنے ماہر ہو گئے ہیں کہ تم انہیں نہیں جانتے انہیں ہم جانتے ہیں ہم ان کو دو مرتبہ سزا دیں گے اور پھر ان کو ایک بہت بڑے عذاب کی طرف لوٹایا جائے گا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے لئے قیامت سے پہلے دو عذابوں کو ذکر کیا ہے، ان میں سے ایک عذاب دنیا کی سزائیں، دوسرا عذاب قبر کا ہے۔

اس پہ چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہمات 68ھ:

{ سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ } مَرَّةً عِنْدَ قَبْضِ أَرْوَاحِهِمْ وَمَرَّةً فِي الْقُبُوْرِ { ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلى عَذَابٍ عَظِيمٍ } عَذَاب جَهَنَّمَ۔

(تفسیر ابن عباس سورۃ التوبہ: آیت 101)

ترجمہ: ہم ان کو دو مرتبہ عذاب دیں گے ایک مرتبہ ان کی روح قبض کرتے وقت اور دوسری مرتبہ قبروں میں پھر ان کو جہنم کے بہت بڑے عذاب کی طرف لوٹایا جائے گا۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر رحمہ اللہ (ت 774ھ) نقل کرتے ہیں:

عنِ ابْنِ عبَّاس فِيْ هٰذِهِ الآيةِ قَالَ قَامَ رَسُولُ الله صلىَّ اللهُ عليه وسلم خَطِيْبًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فقال أُخْرُجْ يا فلان، فإنكَ مُنَافِقٌ واخْرُجْ يا فلان فإنكَ مُنَافِقٌ فَأَخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ نَاساً مِنْهُمْ فَضَحَهُمْ فَجَاء عُمَر وهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَبَأَ مِنْهُمْ حَيَاء أنه لمْ يَشْهَدِ الجمعةَ وظنَّ أن الناسَ قدِ انْصرَفُوْا،واخْتَبَئُوْهُمْ مِنْ عُمَرَظنُّوا أَنَّهُ قَدْ عَلِمَ بِأمرِهِمْ فجاء عمر فَدَخَلَ المسجدَ فإذا النَّاسُ لم يُصلُّوافقال له رجل من المسلمين أَبْشِرْ يا عمرقد فَضَحَ اللهُ المنافقينَ الْيَوْم قال ابنُ عبَّاس فَهٰذَا الْعَذَابُ الْأَوَّل حِيْنَ أَخْرَجَهُمْ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَالْعَذَاب الثَّانِيْ عَذَاب الْقَبْرِ

(تفسیر القرآن العظیم المعروف تفسیر ابن کثیر: سورۃ التوبہ: آیت 101)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ دوران خطبہ ارشاد فرمایا: اے فلاں: مسجد سے نکل جا اس لئے کہ تو منافق ہے۔ اے فلاں: تو بھی مسجد سے نکل جا تو بھی منافق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند منافقوں کا نام لے کر ان کو رسوا کر کے مسجد سے نکال دیا۔ جس وقت حضرت عمر مسجد میں تشریف لے آئے تو منافقین مسجد سے نکل رہے تھے۔ حضرت عمر سمجھے کہ آج جمعہ رہ گیا یہ منافق کیا سمجھیں گے۔ اور منافقین حضرت عمر سے چھپ رہے تھے۔ انہوں نے سمجھا کہ حضرت عمر کو ساری صورت حال کا علم ہے۔ چنانچہ حضرت عمر مسجد پہنچے تو دیکھا ابھی تو نماز جمعہ نہیں ہوئی ایک صحابی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کو خوشخبری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آج منافقین کو رسوا کر دیا۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یہ ان پر پہلا عذاب تھا اور دوسرا عذاب عذابِ قبر ہے۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید طبری ت310ھ:

اس آیت کے تحت فرماتے ہیں " وقوله سنعذبهم مرتين يقول: سَنُعَذِّبُ هٰؤُلاء المُنَافِقِيْنَ مَرَّتَيْنِ، إِحْدَاهُمَا في الدنيا، وَالْأُخْرٰى فِي الْقَبْرِ"

(جامع البیان: ج7ص13)

ترجمہ: اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میں ان منافقوں کو دو مرتبہ عذاب دوں گا ایک مرتبہ دنیا میں اور دوسری مرتبہ قبر میں۔

قاضی ابو محمد عبد الحق بن غالب بن عطیہ اندلسی ت546ھ:

اس آیت کے تحت فرماتے ہیں فرماتے ہیں" وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْمُتَأَوِّلِيْنَ أَنَّ الْعَذَابَ الْعَظِيْمَ الذي يُرَدُّوْنَ إِلَيْهِ هُوَ عَذَابُ الْآخِرَةِ وَأَكْثَرُ النَّاسِ أَنَّ الْعَذَابَ الْمُتَوَسِّطَ هُوَ عَذَابُ الْقَبْرِ وَاخْتُلِفَ فِي عَذَابِ الْمَرَّةِ الْأُوْلٰى"

(المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز: ج3ص76)

ترجمہ: مفسرین کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ اس آیت میں عذاب عظیم سے مراد آخرت کا عذاب ہے، پہلے عذاب کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے جبکہ اکثر مفسرین کے ہاں دوسرے عذاب سے مراد قبر کا عذاب ہے۔

امام محمد بن عمر بن حسین المعروف فخر الدین رازی ت604ھ:

اس آیت کے تحت عذاب ثانی کی مراد میں کئی اقوال نقل کر کے فرماتے ہیں"والأولى أَنْ يُقال مَرَاتِبُ الْحَيَاةِ ثَلَاثَةٌ : حَيَاةُ الدُّنْيَا ، وَحَيَاةُ الْقَبْرِ ، وَحَيَاةُ الْقِيَامَةِ ، فَقَوْلَه : {سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ} المراد منه عَذَابُ الدُّنْيَا بِجَمِيْعِ أَقْسَامِهِ ، وَعَذَابُ الْقَبْرِ. وقوله : {ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ} المرا دمنه العذابُ فِي الْحَيَاةِ الثَّالِثَةِ ، وَهِيَ الْحَيَاةِ في القيامة"

(تفسیر کبیر: سورۃ توبہ آیت101)

ترجمہ: بہتر یہ ہے کہ اس آیت کی یہ تفسیر کی جائے کہ حیات کے تین مراتب ہیں ایک ہے دنیا کی حیات دوسری ہے قبر کی حیات اور تیسری ہے قیامت کی زندگی۔ تو اس آیت میں پہلے دو عذابوں سے مراد دنیا کی ساری تکالیف اور قبر کا عذاب ہے اور عذاب عظیم سے مراد آخرت، قیامت کا عذاب ہے۔

علامہ ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ ابن عمر بن محمد شیرازی المعروف قاضی بیضاوی ت685ھ:

اس آیت کے تحت فرماتے ہیں"{ سَنُعَذِّبُهُمْ مرتين } بِالْفَضِيْحَةِ وَالْقَتْلِ أَوْ بِأَحَدِهِمَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ --- { ثُمَّ يُرَدُّوْنَ إِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ } إِلٰى عَذَابِ النَّارِ "

(تفسیر بیضاوی: ج1ص419)

ترجمہ: اللہ پاک فرماتے ہیں ہم ان منافقین کو دوبار عذاب دیں گے۔ ایک مرتبہ دنیا میں ذلیل ورسوا اور قتل کروا کے یا صرف رسوا، یا صرف قتل کے ذریعہ اور دوسری مرتبہ انہیں قبر میں عذاب دیں گے۔ پھر انہیں جہنم کی آگ کی طرف لوٹایا جائے گا۔

مفسر علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم المعروف خازن ت725ھ:

اس آیت کے تحت فرماتے ہیں" سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ اخْتَلَفَ المفسرون فِي الْعَذَابِ الْأَوَّلِ مَعَ اتِّفَاقِهِمْ عَلَى الْعَذَابِ الثَّانِي هُوَ عَذَابُ الْقَبْرِ بِدَلِيْلِ قَوْلِهِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ إِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ وَهُوَ عَذَابِ النَّارِ فِي الْآخِرَةِ فَثَبَتَ بِهٰذَا أنه سبحانه وتعالى يُعَذِّبُ الْمُنَافِقِيْنَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مَرَّةً فِي الدُّنْيَا وَمَرَّةً فِي الْقَبْرِ وَمَرَّةً فِي الْآخِرَةِ"

(تفسیر خازن: سورۃ توبہ آیت 101)

ترجمہ: اس آیت میں جو پہلا عذاب ہے اس کے بارے مفسرین کے کئی اقوال ہیں، دوسرے عذاب سے مراد بالاتفاق عذاب قبر ہے۔ پھر قیامت کے دن انہیں جہنم کی آگ کی طرف لوٹایا جائے گا۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالی منافقین کو تین بار عذاب دیں گے ایک دنیامیں، دوسرا قبر میں اور تیسرا آخرت میں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی ت 1225ھ:

اس آیت کے تحت کئی ایک اقوال نقل کرکے فرماتے ہیں:

"قُلْتُ :وَمُلَخَّصُ الْاَقْوَالِ اَنَّهُمْ يُعَذِّبُوْنَ مَرَّتَيْنِ مَرَّةً فِى الدُّنْيَا بِأَيِّ اَنْوَاعٍ مِنَ الْأَنْوَاعِ الْمَذْكُوْرَةِ وَمَرَّةً فِى الْقُبُوْرِ "

(تفسیر مظہری: ج4 ص289)

ترجمہ: ان تمام اقوال کا حاصل یہ ہے کہ ان منافقین کو قیامت سے پہلے دو مرتبہ عذاب دیا جائے گا ایک مرتبہ دنیامیں اور دوسری مرتبہ قبر میں۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی ت 1369ھ:

اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "بڑا عذاب دوزخ کا ہے۔۔۔ اس سے قبل کم از کم دوبار ضرور عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔ ایک عذاب قبر اور دوسرا وہ عذاب جو اس دنیوی زندگی میں پہنچ کر رہے گا"

(تفسیر عثمانی: ج1 ص624)

مولنا محمد ادریس کاندھلوی ت 1394ھ:

اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "سنعذبھم مرتین "ہم ان کو دہرا عذاب دیں گے ایک بار فرشتے جان نکالتے وقت اور ایک مرتبہ قبر میں پھر قبر کے بعد آخرت میں بڑے عذاب کی طرف لوٹائیں جائیں گے"

(معارف القرآن: ج3 ص514)

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی ت 1396ھ:

اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں "اس آیت میں ایسے شدید منافقین پر آخرت سے پہلے ہی دو عذاب ہونے کا ذکر آیا ہے، ایک دنیا ہی میں کہ ہر وقت اپنے نفاق کو چھپانے کی فکر اور ظاہر ہونے کے خوف میں مبتلا رہتے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں سے انتہائی بغض وعداوت رکھنے کے باوجود ظاہر میں ان کی تعظیم وتکریم اور ان کے اتباع پر مجبور ہونا بھی کچھ کم عذاب نہیں اور دوسرا عذاب قبر وبرزخ کا ہے جو قیامت وآخرت سے پہلے ہی ان کو پہونچے گا"

(معارف القرآن: ج3 ص451)

دلیل نمبر 3:

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ

(سورۃ ابراہیم: آیت 27)

اس آیت کریمہ میں ثواب قبر کا بیان ہے۔

عن عائشة قالت : قُلْتُ يَارسولَ الله تُبْتَلٰى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِي قُبُورِ هَا فَكَيْفَ بِي وَأَنَا اِمْرَأَة ٌ ضَعِيْفَة ٌ قَالَ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ

(الدر المنثور:ج8ص525)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ اس امت کو قبروں میں آزمایا جائے گا میری کیا حالت ہوگی میں توکمزور سی عورت ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"یثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت فى الحيوٰة الدنيا وفى الآخرة "

دلیل نمبر4:

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَى دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

(سورۃالسجدۃ: آیت21)

اس آیت کریمہ میں عذاب ادنی سے مراد عذاب قبر ہے۔

وَقَدِ احْتَجَّ بِهٰذِهِ الْآيَةِ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ عبد الله بن عباس عَلٰى عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِي الْاِحْتِجَاجِ بِهَا شَيءٌ لِأَنَّ هذا عَذَابٌ فِي الدُّنْيَا يُسْتَدْعٰى بِهِ رُجُوْعُهُمْ عَنِ الْكُفْرِ وَلَمْ يَكُنْ هٰذَا مَا يُخْفٰي عَلٰى حِبْرِ الْأُمَّةِ وَتَرْجُمَانِ الْقُرآنِ لكن مِنْ فِقْهِهِ في القرآن وَدِقَّةِ فَهْمِهِ فِيْهِ فَهِمَ مِنْهَا عَذَابَ الْقَبْرِ فَاِنَّهُ سُبْحَانَه أَخْبَرَ أَنَّ لَهٗ فِيْهِمْ عَذَابَيْنِ أَدْنٰى وَأَكْبَر فَأَخْبَرَ أَنَّهٗ يُذِيْقُهُمْ بَعْضَ الْأَدْنٰى لِيَرْجِعُوْا فَدَلَّ عَلٰى أَنَّهٗ بَقِىَ لَهُمْ مِنَ الْأَدْنٰى بَقِيَّةٌ يُعَذِّبُوْنَ بِهَا بَعْدَ عَذَابِ الدنيا وَلِهٰذَا قال مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنٰى وَلَمْ يَقُلْ وَلَنُذِيْقَنَّهُمُ الْعَذَابَ الْأَدْنٰى فَتَأَمَّلْهُ

وَهٰذَا نَظِيْرُ قَوْلِ النَّبِيِّ فَيُفْتَحُ لَهٗ طَاقَةٌ إِلَى النَّارِ فَيَأْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا وَلَمْ يَقُلْ فَيَأْتِيْهِ حَرُّهَا وَسَمُوْمُهَا فَإِنَّ الَّذِى وَصَلَ إِلَيْهِ بَعْضَ ذلك وَبَقِىَ له أَكْثَرُهٗ والذِى ذَاقَهٗ أَعْدَاءُ اللهِ فِي الدُّنْيَا بَعْضُ الْعَذَابِ وَبَقِىَ لَهُمْ مَا هُوَ أَعْظَمُ مِنْهُ

(کتاب الروح:ص76)

ترجمہ: ایک جماعت نے اس آیت سے عذاب قبر پر استدلال کیا ہے ان میں سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بھی ہیں لیکن اسے دلیل بنانے میں ایک شبہ ہے وہ یہ کہ اس ادنیٰ عذاب سے مراد {قبر کا عذاب نہیں بلکہ} دنیا کا عذاب ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ کفار کفر سے باز آجائیں۔ اور یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ بات امت کے بڑے عالم اور ترجمان القرآن پر مخفی رہے بلکہ یہ ان کی فقاہت فی القرآن اور اس کی گہرائی سمجھنے کی وجہ ہے کہ انہوں نے اس سے قبر کا عذاب سمجھ لیا کیونکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ان کے لیے دو عذاب ہیں ادنی اور اکبر اور پھر فرمایا کہ میں ان کو عذاب ادنی میں سے کچھ (بعض) دوں گا تاکہ وہ لوٹ جائیں تو اس سے پتہ چلتا ہے عذاب ادنی میں سے کچھ عذاب باقی رہتا ہے جو کہ عذاب دنیا کے بعد ان کو دیا جائے گا اسی لیے اللہ تعالی نے (اس آیت میں فرمایا) کہ ہم انہیں عذاب ادنی میں سے عذآب چکھائیں گے نہ کہ (یہ فرمایا) کہ ہم انہیں عذآب ادنی چکھائیں گے پس اس میں خوب غور کرو۔

اور یہ نبی علیہ السلام کے اس فرمان کی طرح ہے کہ اس کے لیے آگ کی طرف ایک روشندان (کھڑکی) کھول دی جاتی ہے تو اس سے اس کی طرف اس کی گرمی میں سے اور اس کی گرم ہوا میں سے آتی رہتی ہے نہ کہ یہ فرمایا کہ اس کی گرمی اور گرم ہوا اس کی طرف آتی ہے تو جو (گرمی اور گرم ہوا) اس تک پہنچتی ہے یہ بعض ہے اس کا اکثر حصہ باقی رہتا ہے تو جو عذاب اللہ کے دشمنوں نے دنیا میں چکھا یہ بعض ہے عذاب کا بڑا حصہ ان کے لیے رہ جاتا ہے۔

دلیل نمبر5:

النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ

(سورۃ المومن: آیت46)

وَالْجَمْهُوْرُ عَلٰى أَنَّ هٰذَا الْعَرْضَ فِي الْبَرْزَخِ وَاحْتَجَّ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَثْبِيْتِ عَذَابِ الْقَبْرِ بِقَوْلِهٖ : { النار يعرضون عليها غدوا وعشيا } ما دَامَتِ الدُّنْيَا كذلك قال مجاهد و عكرمة و مقاتل و محمد بن كعب۔

(الجامع لاحکام القرآن قرطبی: سورۃ المومن آیت46)

ترجمہ: جمہور کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ عرض برزخ میں ہوگی اور بعض اہل علم نے عذاب قبر کے اثبات پر اس آیت سے استدلال کیا ہے(النار يعرضون عليها غدوا وعشيا) کہ جب تک دنیا باقی رہے گی اور یہی قول امام مجاہد، عکرمہ، مقاتل اور محمد بن کعب رحمہم اللہ کا ہے۔

دلیل نمبر6:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ يَهُوْدِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا: أَعَاذَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ: "نَعَمْ! عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ" قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلّٰى صَلَاةً إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

(صحیح البخاری: ج1ص183، باب ماجاء فی عذاب القبر)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی۔ اس نے عذاب قبر کا تذکرہ کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگی: اللہ تجھے عذاب قبر سے بچائے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں عذاب قبر ہوتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تو عذاب قبر سے پناہ مانگی۔

دلیل نمبر7:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: "إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ مِنْ كَبِيرٍ" ثُمَّ قَالَ: "بَلٰى! أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَسْعٰى بِالنَّمِيمَةِ وَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِه" قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ عُوْدًا رَطْبًا فَكَسَرَهُ بِاثْنَتَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰى قَبْرٍ ثُمَّ قَالَ: "لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا".

(صحیح البخاری: جلد1ص184، باب عذاب القبر من الغيبة والبول)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے قریب سے گذرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور ان کو کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا، بلکہ ایک کو تو اس لیے عذاب ہو رہا ہے کہ وہ چغلی کیا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ پھر آپ نے کھجور کی ایک تر ٹہنی لی اور اس کے دو ٹکڑے کئے، ان دو ٹکڑوں میں سے ہر ایک کی قبر پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا، پھر ارشاد فرمایا: جب تک یہ خشک نہیں ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔

دلیل نمبر8:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ: "يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِي قُبُوْرِهَا".

(صحیح البخاری: ج1 ص184 باب التعوذ من عذاب القبر)

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج غروب ہونے کے بعد نکلے۔ آپ نے ایک آواز سنی تو فرمایا: یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے۔

دلیل نمبر9:

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ لِّبَنِي النَّجَّارِ عَلٰى بَغْلَةٍ لَهٗ وَنَحْنُ مَعَهٗ إِذْ حَادَتْ بِهٖ فَكَادَتْ تُلْقِيْهِ وَإِذَا أَقْبُرٌ سِتَّةٌ أَوْ خَمْسَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ فَقَالَ: "مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هٰذِهِ الْأَقْبُرِ؟" فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا! قَالَ: "فَمَتىٰ مَاتَ هٰؤُلَآءِ؟" قَالَ: مَاتُوْا فِي الْإِشْرَاكِ. فَقَالَ: "إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلٰى فِي قُبُورِهَا فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِيْ أَسْمَعُ مِنْهُ."

(صحیح مسلم: ج2 ص386 کتاب التوبۃ. باب عرض مقعد المیت الخ)

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہو کر بنی نجار کے باغ میں جا رہے تھے اور ہم لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک وہ سواری بدک گئی، قریب تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیچے گرادے۔ وہاں اس جگہ دیکھا کہ چھ، پانچ یا چار قبریں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا کوئی ان قبر والوں کو پہچانتا ہے؟ ایک آدمی نے عرض کیا: جی ہاں! میں ان قبر والوں کو جانتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ لوگ کب مرے ہیں؟ اس آدمی نے عرض کیا: یہ لوگ زمانہ شرک میں مرے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگوں کو ان قبروں میں عذاب ہو رہا ہے، کاش کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ اپنے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی قبر کا عذاب سنادے جیسے میں سن رہا ہوں۔

دلیل نمبر10:

اِنْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى عَذَابِ الْقَبْرِ عَلَى الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ جَمِيْعًا

(تفسیر مظھری: ج9 ص77)

ترجمہ: قبر میں عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے اس عقیدہ پہ امت کا اجماع ہے۔

فائدہ:

روح اور جسم دونوں کو ثواب وعذاب قبر ہونے پہ اجماع مندرجہ ذیل کتب میں بھی نقل کیا گیا ہے۔

✪ جمہور علماء اھلسنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ برزخ میں جسم اور روح دونوں کی تعذیب یا تنعیم ہوگی

(فتاویٰ حقانیہ: ج1 ص181)

✪ سوال۔ اگر کسی فوت شدہ شخص کو دفن نہ کیا جائے بلکہ اس کو جلا کر راکھ کو ہوا میں اڑا دیا جائے یا دریا برد کر دیا جائے تو کیا اس کو

بھی قبر کا عذاب وثواب ہو گا یا نہیں؟ نیز عذاب قبر اور عذاب برزخ میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

جواب۔ میت کو قبر میں عذاب وثواب کا ہونا قرآن مجید اور احادیث سے صراحتاً ثابت ہے اور قبر اسی جگہ کا نام ہے جہاں میت کے اجزاء پڑے ہوں خواہ حسی یعنی معروف قبر میں ہوں یا نہ۔ جملہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ میت کے اجزاء کو خواہ ہوا میں اڑا دیا گیا ہو یا دریا برد کر دیا گیا ہو یا کوئی درندہ اس کو ہڑپ کر جائے تو بھی اس کو عذاب وثواب قبر کا سامنا کرنا پڑے گا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ برزخ اور قبر دونوں ایک ہی نام ہیں اور مرنے کے بعد تا قیامت زندگی کو برزخی زندگی سے تعبیر کیا جاتا ہے

(فتاویٰ حقانیہ: ج1 ص182)

✪ قبر اور برزخ میں ثواب وعذاب جسم اور روح دونوں کو ہوتا ہے۔------یہی مذہب جمہور اھل سنت کا ہے اور یہی حق ومنصور ہے

(تسکین الصدور: ص95)

ثواب وعذاب قبر اور اکابرین امت

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ت32ھ:

عن ابن مسعود قال : اِذَا حَدَّثْتُکُمْ بِحَدِیْثٍ اَنْبأتُکُمْ بِتَصْدِیْقِ ذَالِکَ مِنْ کِتَابِ اللہِ اِنَّ الْمُؤمِنَ اِذَا مَاتَ أُجْلِسَ فِي قَبْرِہٖ فَیُقَالُ لَہٗ : مَنْ رَبُّکَ وَمَا دِیْنُکَ وَمَنْ نَبِیُّکَ فَیَقُوْلُ : ربي الله وديني الإسلام ونبيي محمد فَیُوَسّعُ لَہٗ فِي قَبْرِہٖ وَیُفَرّجُ لَہٗ فِیْہِ ثُمَّ قَرَأَ یُثَبِّتُ اللہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِالْقُوْلِ الثَّابِتِ الآیة وَاِنَّ الْکَافِرَ إِذَا دَخَلَ قَبْرَہٗ أُجْلِسَ فَقِیْلَ لَہٗ : مَنْ رَبُّکَ وَمَا دِیْنُکَ وَمَنْ نَبِیُّکَ فَیَقُوْلُ لَا أَدْرِيْ فَیَضِیْقُ عَلَیْہِ قَبْرُہٗ وَیُعَذَّبُ فِیْہِ ثُمَّ قَرَأَ ابن مسعود وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِيْ فَإِنَّ لَہٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا

(الدر المنثور: ج4 ص557)

ترجمہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں تمہیں کوئی حدیث بیان کروں تو اس کی تصدیق میں کتاب اللہ سے کروں گا، جب مومن مر جاتا ہے تو اس کو قبر میں بٹھا دیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے آپ کا رب کون ہے آپ کا دین کیا ہے اور آپ کا نبی کون ہے تو وہ (جواب میں) کہتا ہے میرا رب اللہ ہے میرا دین اسلام ہے اور میرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اس کی قبر کو وسیع کر دیا جاتا ہے پھر (عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نے یہ آیت پڑھی (یُثَبِّتُ اللہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِالْقُوْلِ الثَّابِتِ) اور جب کافر قبر میں چلا جاتا ہے تو اس کو بٹھا دیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ آپ کا رب کون ہے آپ کا دین کیا ہے آپ کا نبی کون ہے تو وہ کہے گا مجھے تو پتہ نہیں میں نہیں جانتا تو اس کے اوپر قبر تنگ کر دی جاتی ہے اور اس میں اسے عذاب دیا جاتا ہے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی (وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِيْ فَإِنَّ لہ مَعِیْشَةً ضَنْکًا)

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ ت150ھ:

وَضَغْطَةُ الْقَبْرِ وَعَذَابُہٗ حَقٌّ کَائِنٌ لِلْکُفَّارِ کُلِّھِمْ وَلِبَعْضِ عُصَاةِ الْمُؤمِنِیْنَ حَقٌّ جَائِزٌ۔

(الفقہ الاکبر: ص7)

ترجمہ: سارے کے سارے کفار کے لیے عذاب قبر اور اس کا دبانا اور اس کی تنگی حق ہے اور (اسی طرح) بعض نافرمان مومنین کے لیے بھی حق اور ممکن ہے۔

امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ ت 241ھ:

وَالْاِیْمَانُ بِالحوضِ والشَّفَاعةِ وَالْاِیْمَانُ بِمُنْکَرٍ ونَکِیْرٍ وَعَذَابِ القبرِ وَالْاِیْمَانُ بِمَلَکِ الْمَوْتِ بِقَبْضِ الْاَرْوَاحِ ثُمَّ تُرَدَّ فِی الْاَجْسَادِفِی الْقُبُوْرِفَیَسْاَلُوْنَ عَنِ الْاِیْمَانِ وَالتَّوْحِیْدِ

(کتاب الصلوۃ: ص45 بحوالہ تسکین الصدور ص155)

ترجمہ: حوض کوثر، قیامت کے دن، شفاعت پہ ایمان لانا، منکر نکیر پہ ایمان لانا، عذاب قبر کو ماننا، ملک الموت کا ارواح کو قبض کرنے پھر قبروں میں جسموں کی طرف لوٹانے کا ماننا ضروری ہے۔ لوگوں سے قبر میں سوال جواب بھی کیا جاتا ہے۔

امام ابو جعفر محمد بن سلامہ الطحاوی رحمہ اللہ ت 321ھ:

وَنُؤْمِنُ بِمَلَكِ الْمَوْتِ الْمُوَكَّلِ بِقَبْضِ أَرْوَاحِ الْعَالَمِيْنَ وَبِعَذَابِ الْقَبْرِ لِمَنْ كَانَ لَهُ أَهْلًا وَسُؤَالِ مُنْكَرٍ وَنَكِيْرٍ فِيْ قَبْرِهِ عَنْ رَبِّهِ وَدِيْنِهِ وَنَبِيِّهِ عَلٰى مَا جَاءَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ.

(العقیدۃ الطحاویۃ مع الشرح: ص119)

ترجمہ: ہم ملک الموت پر بھی ایمان رکھتے ہیں جسے اہل جہاں کی ارواح قبض کرنے کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔ ہم قبر کے عذاب کو اس شخص کے لیے مانتے ہیں جو عذاب کا مستحق ہو اور منکر نکیر کے ان سوالوں کو بھی مانتے ہیں جو وہ مردے سے قبر میں اس کے رب، اس کے دین اور اس کے نبی کے بارے میں کریں گے جیسا کہ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے منقول ہے۔

امام محمد بن الحسین بن عبد اللہ ابو بکر الآجری رحمہ اللہ ت 360ھ:

آپ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الشریعہ" میں اس موضوع کے متعلق مستقل باب قائم کیا "باب التصديق والإيمان بعذاب القبر" اور پھر اس پر قرآن وحدیث کے دلائل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں" مَا أَسْوأَ حَالَ مَنْ كَذَّبَ بِهٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ، لَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيْدًا ، وَخَسِرَ خُسْرَاناً مُّبِيْنًا"

(الشریعہ: ج2 ص444،424)

ترجمہ: کتنا ہی برا حال ہوگا اس شخص کا جو ان احادیث کو جھٹلائے یقیناوہ شخص گمراہی میں بہت دور چلا گیا اور اس نے بہت بڑا نقصان اٹھایا۔

امام ابو بکر احمد بن علی الجصاص الرازی رحمہ اللہ ت 370ھ:

وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ

(سورۃ البقرۃ: آیت154)

ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردے نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَإِذَا جَازَ أَنْ يَّكُوْنَ الْمُؤمِنُوْنَ قَدْ أُحْيُوْا فِي قُبُوْرِهِمْ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ مُنَعَّمُوْنَ فِيْهَا جَازَ أَنْ يُّحَيَا الْكُفَّارُ فِي قُبُوْرِهِمْ فَلْيُعَذَّبُوْا وَهٰذَا يُبْطِلُ قَوْلَ مَنْ يُّنْكِرُ عَذَابَ الْقَبْرِ

(احکام القرآن الجصاص: ج1 ص154)

ترجمہ: جب یہ ممکن ہے کہ مومنین کو قیامت سے پہلے اپنی قبروں میں زندہ کر دیا جاتا ہے اور ان کو نعمتیں دی جاتی ہیں اس میں تو یہ بھی ممکن ہے کہ کفار کو اپنی قبروں میں زندہ کر دیا جائے اور انہیں عذاب دیا جائے اور یہ بات منکر عذاب قبر کے قول کو باطل کر دیتی ہے

امام ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ ت458ھ:

آپ رحمہ اللہ نے اس عقیدہ پہ ایک مستقل کتاب "اثبات عذاب القبر" تحریر فرما کر اس عقیدہ کو قرآن کریم کی متعدد آیات، احادیث مبارکہ سے ثابت فرمایا ہے۔

حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد بن محمد الغزالی رحمہ اللہ ت505ھ:

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَمَّا عَذَابُ الْقَبْرِ فَقَدْ دَلَّتْ عَلَيْهِ قَوَاطِعُ الشَّرْعِ إِذْ تَوَاتَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَعَنِ الصَّحَابَةِ رضي الله عنهم بِالْاِسْتِعَاذَةِ مِنْهُ فِي الْأَدْعِيَةِ وَاشْتُهِرَ قَوْلُهُ عِنْدَ الْمُرُوْرِ بِقَبْرَيْنِ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَدَلَّ عَلَيْهِ قَوْلُهُ تعالى " وحاق بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ العَذابِ النّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْها غُدُوًّا وعَشِيًّا " الآية، وَهُوَ مُمْكِنٌ، فَيَجِبُ التَّصْدِيْقُ بِهِ

(الاقتصاد فی الاعتقاد حصہ اول: ص68)

ترجمہ: اور جہاں تک عذاب قبر کی بات ہے تو اس پر شریعت کی قطعی دلیلیں دلالت کرتی ہیں اور اس طرح اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے تواتر کے ساتھ دعاوں میں اس سے پناہ مانگنا ثابت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں کے قریب گزر جانے والی حدیث (کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے) مشہور ہے اور اس پر اللہ تعالی کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے (وحاق بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ العَذابِ النّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْها غُدُوًّا وعَشِيًّا) اور یہ ممکن ہے اس لیے اس کی تصدیق کرنا ضروری ہے

شیخ نجم الدین ابو حفص عمر النسفی رحمہ اللہ ت537ھ:

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَعَذَابُ الْقَبْرِ لِلْكَافِرِيْنَ وَلِبَعْضِ عُصَاةِ الْمُؤمِنِيْنَ وَتَنْعِيمُ اَهْلِ الطَّاعَةِ فِى الْقَبْرِ وَسُؤَالُ مُنْكَرٍ وَنَكِيْرٍ ثَابِتٌ بِالدَّلَائِلِ السَّمْعِيَّةِ

(العقائد النسفیۃ: ص2)

ترجمہ: کفار اور بعض نافرمان مومنین کے لیے عذاب قبر کا ہونا اور قبر میں فرمانبرداروں کو خوشیاں ملنا اور منکر نکیر کا سوال کرنا دلائل سے ثابت ہے۔

امام محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرخ انصاری قرطبی رحمہ اللہ ت671ھ:

اَلْإِيْمَانُ بِعَذَابِ الْقَبْرِ وَ فِتْنَتِهِ وَاجِبٌ وَ التَّصْدِيْقُ بِهِ لَازِمٌ حَسْبَ مَا أَخْبَرَ بِهِ الصَّادِقُ وَ أَنَّ اللهَ تَعَالٰى يُحْيِي الْعَبْدَ الْمُكَلَّفَ فِي قبره بِرَدِّ الحياة إِلَيهِ و يَجعلُهُ مِنَ الْعَقْلِ فِي مِثْلِ الوَصْفِ الَّذِيْ عَاشَ عَلَيْهِ لِيَعْقِلَ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ وَ مَا يُجِيْبُ بِهِ وَ يفْهَمُ مَا أَتَاهُ مِنْ رَبِّهٖ وَ مَا أُعِدَّ لَهُ فِي قَبْرِه مِنْ كَرَامَةٍ أَوْ هَوَانٍ وَ بِهٰذَا نَطَقَتِ الْأَخْبَارُ عَنِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ عَلٰى آلِهٖ آنَاءَ اللَّيْلِ وَ أَطْرَافَ النَّهَارِ وَ هٰذَا مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْجَمَاعَةُ مِنْ أَهْلِ الْمِلَّةِ وَ لَمْ تَفْهَمِ الصَّحَابَةُ الَّذِيْنَ نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِهِمْ وَ لُغَتِهِمْ مِنْ نَبِيِّهِمْ عَلَيْهِ السَّلَامُ غَيْرَ مَا ذَكَرْنَا وَ كَذٰلِكَ التَّابِعُوْنَ بَعْدَهُمْ إِلٰى هَلُمَّ جَرًّا

(التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ: ج1 ص137 عنوان الرد علی الملحدۃ)

ترجمہ: قبر کے ثواب و عذاب کو ماننا واجب اور حضور علیہ السلام کی بتائی ہوئی تصریحات کے مطابق قبر کے احوال کی تصدیق کرنا ضروری ہے بیشک اللہ تعالیٰ مکلف آدمی کی طرف روح لوٹا کے قبر میں حیات عطا فرماتے ہیں {ہم نے رد حیات کا معنی اعادہ روح امام قرطبی کی دیگر عبارات کی روشنی میں کیا ہے} اور انسان جس حالت میں دنیا کی زندگی گزار کے جاتا ہے اللہ تعالی اسی کے مطابق قبر میں اسے عقل

عطا فرماتے ہیں تا کہ اپنے رب کی طرف سے آنے والے ملائکہ کے سوال وجواب کو سمجھے اور جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے قبر میں عزت وذلت {ثواب وعذاب} تیار کی ہے اسے سمجھے اس عقیدہ پہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث موجود ہیں اور اہل السنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین جن کی زبان میں قرآن نازل ہوا اور جنہوں نے قرآن براہ راست رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سمجھا انہوں نے بھی قرآن وصاحب قرآن سے یہی عقیدہ سمجھا اسی طرح تابعین سے لیکر ہمارے دور تک اسلاف کا بھی یہی عقیدہ رہا ہے۔

امام ابوزکریا یحی بن شرف النووی رحمہ اللہ ت676ھ:

ثُمَّ الْمُعَذَّب عِنْد أَهْلِ السُّنَّة الْجَسَدُ بِعَيْنِهِ أَوْ بَعْضُهُ بَعْدَ إِعَادَة الرُّوح إِلَيْهِ أَوْ إِلَى جُزْء مِنْهُ ، وَخَالَفَ فِيهِ مُحَمَّد بْن جَرِير وَعَبْد اللَّه بْن كِرَام وَطَائِفَة فَقَالُوا : لَا يُشْتَرَط إِعَادَة الرُّوح ، قَالَ أَصْحَابنَا : هَذَا فَاسِد ؛ لِأَنَّ الْأَلَم وَالْإِحْسَاس إِنَّمَا يَكُون فِي الْحَيّ ، قَالَ أَصْحَابنَا : وَلَا يَمْنَع مِنْ ذَلِكَ كَوْنُ الْمَيِّت قَدْ تَفَرَّقَتْ أَجْزَاؤُهُ كَمَا نُشَاهِدُ فِي الْعَادَةِ أَوْ أَكَلَتْهُ السِّبَاعُ أَوْ حِيتَانُ الْبَحْر أَوْ نَحْو ذَلِكَ ، فَكَمَا أَنَّ اللَّه تَعَالَى يُعِيدهُ لِلْحَشْرِ وَهُوَ سُبْحَانه وَتَعَالَى قَادِرٌ عَلَى ذَلِكَ ، فَكَذَا يُعِيدُ الْحَيَاةَ إِلَى جُزْءٍ مِنْهُ ، أَوْ أَجْزَاءَ ، وَإِنْ أَكَلَتْهُ السِّبَاع وَالْحِيتَانُ

(شرح المسلم للنووی:باب عرض مقعد الميت من الجنة أو النار عليه)

ترجمہ: پھر اہل السنت کے ہاں میت کے پورے جسم یا اس کے جزء کو روح لٹانے کے بعد یا تو پورے جسم کو عذاب ہوتا ہے یا اس کے ایک جزء کو اور اس میں محمد بن جریر، عبداللہ بن کرام اور ایک جماعت نے اختلاف کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ (عذاب کے لیے) روح کا لوٹانا شرط نہیں۔ہمارے اہل السنت کہتے ہیں کہ یہ قول فاسد ہے کیونکہ درد اور احساس یہ دونوں چیزیں زندہ میں ہوتی ہیں اور ہمارے اصحاب یہ بھی فرماتے ہیں اور میت کے اجزا بکھر چکے ہوں جیسے ہم عام طور پر دیکھتے ہیں یا اس کو درندوں نے کھالیا ہو یا دریا کی مچھلیوں نے کھالیا ہو یا اس جیسی کسی اور چیز نے یہ باتیں جسم میں حیات ہونے سے مانع نہیں جیسا کہ اللہ تعالی بندے کو حشر کے لیے اٹھانے پر قادر ہیں اسی طرح اللہ تعالی اس پر بھی قادر ہیں کہ (اس جسم میں) حیات کو لوٹا دیں اگرچہ اسے درندوں اور مچھلیوں نے کھالیا ہو۔

حافظ محمد بن ابو بکر بن ایوب ابن قیم رحمہ اللہ ت751ھ:

فَأَمَّا أَحَادِيْثُ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمُسَاءَلَةِ مُنْكَرٍ وَنَكِيْرٍ فَكَثِيْرَةٌ مُتَوَاتِرَةٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

(کتاب الروح:ص52)

ترجمہ: عذاب قبر اور منکر نکیر کے سوال کرنے کی احادیث متواتر،بہت زیادہ ہیں۔

وَمِمَّا يَنْبَغِيْ أَنْ يُعْلَمَ أَنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ هُوَ عَذَابَ الْبَرْزَخِ فَكُلُّ مَنْ مَّاتَ وَهُوَ مُسْتَحِقٌّ لِلْعَذَابِ نَالَهُ نَصِيْبُهُ مِنْهُ قُبِرَ أَوْ لَمْ يُقْبِرُ فَلَوْ أَكَلَتْهُ السِّبَاعُ أَوْ أُحْرِقَ حَتّٰى صَارَ رَمَادًا وَنُسِفَ فِي الْهَوَاءِ أَوْ صُلِبَ أَوْ غُرِقَ فِي الْبَحْرِ وَصَلَ إِلٰى رُوْحِهِ وَبَدَنِهِ مِنَ الْعَذَابِ مَا يَصِلُ إِلَى الْقُبُوْرِ

(کتاب الروح:ص58)

ترجمہ: اور جن باتوں کا جاننا ضروری ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ عذاب قبر وہی عذاب برزخ ہے پس جو کوئی بھی مر جائے اور وہ عذاب کا مستحق ہو چاہیے اسے قبر ملے یا نہ ملے اسے اپنے حصے کا عذاب ملے گا، اگر اسے درندے کھالیں یا اسے جلا دیا جائے یہاں تک کہ راکھ بن جائے اور پھر اس راکھ کو ہوا میں اڑا دیا جائے یا اسے سولی پر لٹکا دیا جائے یا وہ دریا میں غرق ہو جائے تو پھر بھی اس کی روح اور بدن تک وہی عذاب پہنچے گا جو قبر تک پہنچتا تھا۔

علامہ عضد الدین عبد الرحمن بن احمد الایجی رحمہ اللہ ت 757ھ:

وَالْأَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ الدَّالَّةُ عَلَيْهِ أَيْ عَلٰى عَذَابِ الْقَبْرِ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ تُحْصٰى بِحَيْثُ تَوَاتُرُ الْقَدْرِ الْقَدْرِ الْمُشْتَرَكِ وَإِنْ كَانَ كل واحدٍ منها من قبيل الآحاد۔

(کتاب المواقف: المقصد الحادی عشر)

ترجمہ: اور وہ صحیح احادیث جن سے عذاب قبر کا ثبوت ملتا ہے بہت زیادہ ہیں ان کو شمار کرنا مشکل ہے اگرچہ ان میں سے ہر ایک حدیث احاد کی قبیل سے ہے لیکن مجموعی طور پر مفہوم کے اعتبار سے وہ احادیث تواتر قدرے مشترک کے درجہ تک پہنچ چکی ہیں۔

کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید المعروف ابن الہمام رحمہ اللہ ت 861ھ:

اَلْحَقُّ أَنَّ الْمَيِّتَ الْمُعَذَّبَ فِى قَبْرِهٖ تُوْضَعُ فِيْهِ الْحَيَاةُ بِقَدْرِ مَا يَحِسُّ بِالْأَلَمِ وَالْبُنْيَةُ لَيْسَتْ بِشَرْطٍ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ حَتّٰى لَوْ كَانَ مُتَفَرِّقَ الْأَجْزَاءِ بِحَيْثُ لَا تَتَمَيَّزُ الْأَجْزَاءُ بَلْ هِىَ مُخْتَلِطَةٌ بِالتُّرَابِ فَعُذِّبَ جُعِلَتِ الْحَيَاةُ فِى تِلْكَ الْأَجْزَاءِ الَّتِى لَا يَأْخُذُهَا الْبَصَرُ وَإِنَّ اللهَ عَلٰى ذٰلِكَ لَقَدِيْر

(شرح فتح القدیر: باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک)

ترجمہ: حق بات یہ ہے کہ جس میت کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے اس میں اتنی حیات ڈال دی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ درد کو محسوس کر سکے (عذاب دینے کے لیے) جسم کا سالم ہونا اہل السنت کے ہاں شرط نہیں اگر میت کے اجزاء بکھرے ہوئے بھی ہوں یہاں تک کہ ان میں تمیز نہ ہو سکے بلکہ وہ مٹی کے ساتھ خلط ملط ہو چکے ہوں پھر بھی ان کو عذاب دیا جائے گا ان اجزاء میں بھی حیات ڈال دی جائے گی جو نظر نہیں آتے اور اللہ تعالی اس پر قادر ہے۔

حافظ احمد بن محمد بن علی الہیثمی المعروف ابن الحجر المکی رحمہ اللہ ت 974ھ:

میت کے بدن پر کافور کیوں ملا جاتا ھے جبکہ بدن عموما مٹی میں مل جاتا ہے؟ آپ رحمہ اللہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

اَلْحِكْمَةُ فِي ذَالِكَ مَا هُوَ مُقَرَّرٌ عِنْدَاَهْلِ السُّنَّةِ مِنْ أَنَّ الْبَدَنَ يُنَعَّمُ بِاَنْوَاعِ النَّعِيْمِ كَالرُّوْحِ وَحَيْثُمَا بَقِىَ اِتَّصَلَ بِهِ النَّعِيْمُ وَبِاِتِّصَالِ النَّعِيْمِ بِهٖ يَزِيْدُسُرُوْرُ الرُّوْحِ وَانْبِسَاطِهَافَاِنَّ الْبَدَنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَاغَايَةُ الْاِرْتِبَاطِ وَالْمُنَاسَبَةِ فَجَمِيْعُ مَايَحْصُلُ لَهٗ يَحْصُلُ لَهَا وَعَكْسُهٗ

(الفتاوی الکبریٰ الفقہیۃ: ج2ص7)

ترجمہ: حکمت اس میں وہی ہے جو اہل السنت کے ہاں طے شدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ روح کی طرح جسم کو بھی مختلف قسم کی نعمتیں دی جاتی ہیں جسم جہاں بھی نعمتیں اس تک پہنچ جاتی ہیں اور اسے نعمتیں ملنے سے روح کی خوشی بڑھتی ہے کیونکہ بدن اور روح کے درمیان بہت زیادہ مناسبت اور بڑا تعلق ہوتا ہے پس جو کچھ بدن کو ملتا ہے وہی روح کو بھی ملتا ہے اور اس کے برعکس بھی (یعنی جو کچھ روح کو ملتا ہے وہی بدن کو ملتا ہے)

سلطان المحدثین نور الدین علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری رحمہ اللہ ت 1014ھ:

وَاعْلَمْ اَنَّ اَهْلَ الْحَقِّ اِتَّفَقُوْا عَلٰى اَنَّ اللهَ يَخْلُقُ فِى الْمَيِّتِ نَوْعَ حَيٰوةٍ فِى الْقَبْرِقَدْرَمَايَتَاَلَّمُ وَيَتَلَذَّذُ

(شرح الفقہ الاکبر: ص121)

ترجمہ: اہل حق کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ اللہ تعالی مرنے والے کو اتنی حیات عطا فرماتی ہے کہ اگر نیک ہو تو ثواب اور اگر بدکار ہو تو عذاب کو محسوس کرتا ہے۔

قَالَ الْإِمَامُ النَّوْوِيْ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ إِثْبَاتُ عَذَابِ الْقَبْرِ وَقَدْ تَظَاهَرَتْ عَلَيْهِ الْأَدِلَّةُ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ قال تعالى النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ

وَأَمَّا الْأَحَادِيْثُ فَلَا تُحْصٰى كَثْرَةً وَلَا مَانِعَ فِي الْعَقْلِ مِنْ أَنْ يُعِيْدَ اللهُ الْحَيَاةَ فِي جُزْءٍ مِنَ الْجَسَدِ أَوْ فِي الْجَمِيْعِ عَلٰى خِلَافٍ بَيْنَ الْأَصْحَابِ فَيُثِيْبَهٗ وَيُعَذِّبَهٗ وَلَا يَمْنَعُ مِنْ ذٰلِكَ كَوْنُ الْمَيِّتِ قَدْ تَفَرَّقَتْ أَجْزَاؤُهٗ كَمَا يُشَاهِدُ فِي الْعَادَةِ أَوْ أَكَلَتْهُ السِّبَاعُ وَالطُّيُوْرُ وَحِيْتَانُ الْبَحْرِ لِشُمُوْلِ عِلْمِ اللهِ تَعَالٰى وَقُدْرَتِهٖ

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح: باب اثبات عذاب القبر)

ترجمہ: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل السنت کا مذہب اثبات عذاب قبر کا ہے اور اس پر قرآن وحدیث سے بہت سارے دلائل موجود ہیں اللہ تعالی کا فرمان ہے (النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ) اور جہاں تک احادیث کی بات ہے تو وہ بہت ہی زیادہ اور بے شمار ہیں اور یہ بات عقل کے بالکل خلاف نہیں کہ اللہ تعالی پورے جسم میں یا اس کے کسی جزء میں حیات لوٹا دیں علماء کے درمیان اختلاف کے پیش نظر یعنی (بعض علماء کے نزدیک حیات جزء میں آتی ہے جب کہ بعض کے نزدیک پورے جسم میں آتی ہے) اور پھر اسے ثواب یا عذاب دیں اور اس سے یہ بات منع نہیں کہ میت کے اجزاء بکھرے ہوئے ہوں جیسے کہ ہم عام طور پر دیکھتے ہیں یا اسے درندوں نے کھالیا ہو یا پرندوں نے یا دریا کی مچھلیوں نے کیونکہ اللہ تعالی کا علم اور اس کی قدرت اسے شامل ہے۔

شیخ احمد بن ابی سعید بن عبد اللہ المعروف ملا جیون رحمہ اللہ ت1130ھ:

وَفِيْهَا آيَةٌ يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلٰى اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَهِيَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى النَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ هٰذِهِ الْآيَةُ تَمَسَّکَ بِهَا اَهْلُ السُّنَّةِ فِی اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ صُرِّحَ بِذَالِکَ فِی عِلْمِ الْکَلَامِ وَکُتُبِ التَّفَاسِيْرِ جَمِيْعًا

(التفسیرات الاحمدیہ: ص449 سورۃ المومن آیت 26)

ترجمہ: اور اس میں (سورۃ مومن) ایک آیت ہے جس سے استدلال کیا جاتا ہے اثبات عذاب قبر پر اور اللہ تعالی کا فرمانا ہے (النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ) اسی آیت کو اہل السنت نے اثبات عذاب قبر کے لیے دلیل بنایا ہے اس بات کی صراحت علم الکلام اور ساری کتب تفسیر میں موجود ہے۔

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ ت1225ھ:

مِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَارًا

(سورۃ نوح: آیت 25)

اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

وَقَدْ دَلَّتْ مِنَ الْأَحَادِيْثِ مَا لَا يُحْصٰى عَلٰى عَذَابِ الْقَبْرِ وَانْعَقَدَ عَلَيْهِ اِجْمَاعُ السَّلَفِ

(التفسیر المظہری: سورۃ نوح آیت 25)

ترجمہ: عذاب قبر بے شمار احادیث سے ثابت ہے اور اس پر سلف صالحین کا اجماع ہے۔

مولنا عبد العزیز پرہاڑوی رحمہ اللہ ت1239ھ:

وَالْمُرَادُ بِهٖ{بِعَذَابِ الْقَبْرِ}عَذَابٌ يَكُوْنُ بَعْدَ الْمَوْتِ قَبْلَ الْبَعْثِ سَوَاءٌ كَانَ الْمَيِّتُ مَقْبُوْرٌ اَمْ لَا وَاِنَّمَا اُضِيْفَ اِلَى الْقَبْرِ نَظَرًا عَلَى الْغَالِبِ

(النبراس شرح شرح العقائد: ص435)

ترجمہ: اور عذاب قبر سے مراد وہ عذاب ہے جو موت کے بعد اور قیامت سے پہلے ہوتا ہے چاہے میت کو دفن کیا گیا ہو یا نہیں اور عذاب کی اضافت قبر کی طرف تغلیبا ہے۔

علامہ محمد امین بن عمر بن عبد العزیز بن احمد بن عبد الرحیم المعروف امام ابن عابدین شامی رحمہ اللہ 1252ھ:

قَالَ أَهْلُ السَّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ وَسُؤَالُ مُنْكَرٍ وَنَكِيْرٍ وَضَغْطَةُ الْقَبْرِ حَقٌّ

(حاشیہ ابن عابدین: مطلب مااختص بہ یوم الجمعۃ)

ترجمہ: اہل السنت والجماعت کا نظریہ ہے کہ قبر کا عذاب حق ہے اور (اسی طرح) منکر نکیر کا سوال کرنا اور قبر کی تنگی اور اس کا دبانا حق ہے۔

وَالْإِيلَامُ وَالْأَدَبُ لَا يَتَحَقَّقُ فِي الْمَيِّتِ وَلَا يَرِدُ تَعْذِيبُ الْمَيِّتِ فِي قَبْرِهِ لِأَنَّهُ تُوضَعُ فِيهِ الْحَيَاةُ عِنْدَ الْعَامَّةِ بِقَدْرِ مَا يحِسُّ بِالْأَلَمِ

(ردُّالمُحتار: باب الیمین فی الضرب والقتل)

ترجمہ: ایسامارنا جس سے تکلیف ہو اور تادیب ہو یہ میت میں متحقق نہیں ہوتا۔ اس بناء پہ عذاب قبر کا انکار نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ اہل اسلام کے ہاں میت کو قبر میں اتنی حیات عطا کی جاتی ہے جس سے وہ دکھ کو محسوس کرتی ہے ۔

علامہ محمود بن عبد اللہ آلوسی رحمہ اللہ 1270ھ:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآبِقَةُ الْمَوْتِ-وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(سورۃ آل عمران: آیت 185)

ترجمہ: ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور قیامت کے دن تمہیں پورا بدلہ ملے گا۔

اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُوْرَكُمْ أَيْ تُعْطُوْنَ أَجْزِيَةَ أَعْمَالِكُمْ وَافِيَةً تَامَّةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْ وَقْتَ قِيَامِكُمْ مِنَ الْقُبُوْرِ ---وَ فِي لَفْظِ التَّوْفِيَةِ إِشَارَةٌ إِلٰى أَنَّ بَعْضَ أُجُوْرَهُمْ مِنْ خَيْرٍ أَوْ شَرٍّ تَصِلُ إِلَيْهِمْ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَيُؤَيِّدُهُ مَا أَخْرَجَهُ الترمذي عن أبي سعيد الخدري والطبراني في الأوسط عن أبي هريرة مَرْفُوْعاً الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّيْرَانِ

(تفسیر روح المعانی: سورۃ آل عمران آیت 185)

ترجمہ: (وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُوْرَكُمْ) یعنی تمہارے اعمال کا بدلہ پورا پورا قیامت کے دن دیا جائے گا قیامت کے دن سے مراد قبر سے اٹھنے کا وقت ہے (التوفیۃ) کے لفظ میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ ان کو اپنے اعمال کا بعض بدلہ خیر میں سے یا شر میں سے قیامت سے پہلے دیا جاتا ہے اور اس بات کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو امام ترمذی رحمہ اللہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ اور امام طبرانی رحمہ اللہ نے اپنے اوسط میں ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے: کہ قبر جنت کے باغات میں سے ایک باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

مفتی عزیز الرحمان عثمانی رحمہ اللہ 1347ھ

عذاب روح پر مع جسم کے ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر احادیث سے ثابت ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند: ج5ص289)

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ 1352ھ:

اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک جسم کے کل یا بعض حصے کو عذاب روح کے ساتھ ہو گا لہذا محمد بن جریر وغیرہ کی رائے بھی غلط ہے کہ عذاب کے وقت روح کا جسم میں لوٹنا ضروری نہیں ہے۔ (انوار الباری: ج8ص34)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ت 1362ھ:

تعذیب و تنعیم کی مدرک روح ہے اصالۃ نہ جسد مگر تبعا

(امداد الفتاویٰ: ج6ص128)

اور اسی جگہ عذاب اور ضغطہ ہوتا رہتا ہے خواہ جسد کہیں ہو اور درندوں نے کھالیا ہو یا سوختہ ہو کر متفرق ہو گیا ہو البتہ اجزائے جسدیہ کے ساتھ اس کو کچھ تعلق رہتا ہے اس تعلق کی وجہ سے ان اجزاء میں بھی اگر اس قدر حیات باقی رہی جس سے عذاب وثواب کا اثر جسد پر بھی آجاوے تو کچھ بعید نہیں چنانچہ اخبار کثیرہ سے ثابت ہوا کہ بعض اہل قبور کا عذاب لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اس کی بنا دہی تابعیت ہے۔

(امداد الفتاویٰ: ج6ص129)

مولنا محمد ادریس کاندہلوی رحمہ اللہ 1394ھ:

اہل السنۃ والجماعۃ کے اجماعی عقیدوں میں ایک عقیدہ یہ ہے کہ قبر یعنی عالم برزخ میں مومن وکافر سب سے سوال ہوگا اور کافر وفاسق کو عذاب ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور سمجھنے کے لیے مطلق زندگی کا ہونا ضروری ہے، جو انسان کے کسی جزو سے متعلق ہو سکتی ہے۔

(معارف القرآن کاندہلوی: ج4ص261)

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ ت 1396ھ:

قَدْ اَجْمَعَ اَہْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ عَلٰی اَنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ لکفار وَ عُصَاۃِ الْمُؤمِنِیْنَ حَقٌّ ثَابِتٌ بِالْکِتَابِ وَالسُّنَّۃُ الْمُتَوَاتِرَۃُ ، وَلَمْ یُنْکِرْہُ اَلَّا بَعْضِ الْمُعْتَزِلَۃِ وَالرَّافِضَۃِ وَمِنْ حَوَادِثِ الزَّمَنِ اَنَّ بَعْضَ الْمُتَنَوِّرِیْنَ فِی دِیَارِنَا اِنْتَحَلُوْا مَذْہَبُ الْمُعْتَزِلَۃِ وَتَوَغَّلُوْا فِی اِنْکَارِ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

(احکام القرآن: ج4ص76 تحت آیت: النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا)

ترجمہ: اہل السنۃ والجماعۃ کا اس بات پر اجماع ہے کہ کفار اور فساق مومنین کے لئے عذاب قبر برحق ہے جو قرآن اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے اس کا کوئی بھی منکر نہیں ہے سوائے بعض معتزلہ اور روافض کے اور بدنصیبی سے بعض متجددین نے بھی معتزلہ کے مذہب کو اختیار کیا اور عذاب قبر کا انکار کردیا۔

قُلْتُ : فَتِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ مِنَ الْآیَاتِ اِکْتَفَیْتُ عَلٰی ذِکْرِہَا ، وَاِنَّ ذَکَرَ الْعُلَمَاءُ سِوَاہَامِنَ الْآیَاتِ اَیْضاً یُسْتَدَلُّ بِہَا عَلٰی عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَمَنْ رَضِیَ بِاللہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا کَفَاہُ ہٰذِہِ الْعَشَرَۃُ ، وَاِلَّا فَالْقُرْآنُ کُلُّہٗ لَا یُجْدِیْ نَفْعًا لِمَنْ خُتِمَ عَلٰی قَلْبِہٖ ۔والعیاذ باللہ تعالی

(احکام القرآن: ج4ص84 تحت آیت النار یعرضون علیہا غدوا وعشیا)

ترجمہ: میں عذاب قبر کے بارے میں ان دس آیات پر اکتفاء کرتا ہوں اگرچہ علماء نے اس کے علاوہ بھی بہت ساری آیات سے عذاب قبر کے ثبوت پر استدلال کیا ہے اور جو شخص اللہ اور دین اسلام کو حق سمجھتا ہے اس کے لئے یہ دس آیات مبارکہ کافی ہیں وگرنہ نہ ماننے والوں کے لئے تو پورا قرآن بھی نفع بخش نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالی حفاظت فرمائے۔

مولانا عبد الحق حقانی رحمہ اللہ ت1988ء:

جمہور علماء اہل السنۃ والجماعۃ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ برزخ میں جسم وروح دونوں کی تعذیب یا تنعیم ہو گی۔

(فتاویٰ حقانیہ: ج1 ص181)

مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ ت2002ء:

بعض علماء کا خیال ہے کہ عذاب قبر صرف روح کو ہوتا ہے اور روح کا تعلق قبر سے رہتا ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ عذاب روح اور جسد دونوں پر ہوتا ہے کیونکہ مردہ کا قبر میں جا کر زندہ ہونا قرآن سے ثابت ہے۔

(احسن الفتاویٰ: ج4 ص204)

امام اہل السنت والجماعت شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ ت1430ھ:

جملہ اہل السنت والجماعت اس عقیدہ پر متفق ہیں کہ قبر اور برزخ میں اہل ایمان اور اصحاب طاعات کو لذت وسرور نصیب ہوتا ہے اور کفار ومنافقین اور گناہگاروں کو عذاب وتکلیف حاصل ہوتی ہے اس میں کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(تسکین الصدور: ص82)

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ ت2017ء:

قبر وبرزخ میں ثواب وعذاب جسم وروح دونوں کو ہوتا ہے اور روح کا جسم کی طرف اعادہ ہوتا ہے لیکن دنیا کی طرح اعادہ نہیں بلکہ روح کا بدن کے ساتھ اتصال اور تعلق قائم کر دیا جاتا ہے اور بعض کے نزدیک روح کا جسم پر یا اس کے اجزاء پر پرتو پڑتا ہے جس کو وہ اشراق یا اشراف سے تعبیر کرتے ہیں، اور اس اتصال وتعلق سے ایک گنہ حیات [نوع من الحیات] مردہ کو حاصل ہوتی ہے جس سے وہ نکیرین کا جواب بھی دیتا ہے اور ثواب وعذاب بھی محسوس کرتا ہے۔ یہی مذہب جمہور اہلسنۃ کا ہے اور یہی حق ومنصور ہے۔
(نفحات التنقیح شرح المشکوۃ المصابیح: ج1 ص637)

چند شبہات اور ان کے جوابات

شبہ نمبر1:

وہ نصوص جن سے دو موتیں، دو حیاتیں ثابت ہوتی ہیں اگر قبر کی زندگی مانی جائے تو زندگیاں تین بن جاتی ہیں۔

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

(سورۃ البقرہ: آیت28)

ترجمہ: تم اللہ کا کیسے انکار کرتے ہو حالانکہ تم مردہ تھے اللہ نے تمہیں زندگی دی پھر تمہیں موت دے گا پھر حیات دے گا پھر تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

قیامت کے دن کفار کہیں گے "رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَى خُرُوجٍ مِنْ سَبِيلٍ"

(سورۃ المومن: آیت11)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار آپ نے ہمیں دو موتیں دیں اور دو زندگیاں عطا فرمائیں ہم نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا کیا اب بچنے کی کوئی صورت ہے؟

جواب:

اھل السنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے ایسی زندگی جس میں حیات کے آثار نظر آئیں اور وہ حیات کامل اور مستقل ہو وہ دو ہیں ایک دنیا کی دوسری آخرت کی۔ رہی قبر کی زندگی تو یہ آخرت کی زندگی کا مقدمہ ہے اور یہ ایسی مخفی حیات ہے جو کامل نہیں بلکہ نوع من الحیاۃ ہے جس میں میت یا اجزءِ میت سے روح کا صرف اتنا تعلق رہتا ہے جس سے میت ثواب یا عذاب کو محسوس کرتی ہے۔ قبر کی زندگی کوئی مستقل زندگی نہیں جس طرح ماں کے پیٹ میں ملنے والی زندگی مستقل نہیں بلکہ دنیاوی زندگی کا مقدمہ ہے۔ ان آیات میں کلی اور ظاہری حیاتوں کا تذکرہ ہے۔

مشہور مفسر ابو عبد اللہ محمد فخر الدین رازی (ت606ھ) سورۃ البقرہ کی آیت 28 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اِحْتَجَّ قَوْمٌ بِھٰذِہِ الآیَۃِ عَلٰی بُطْلَانِ عَذَابِ الْقَبْرِ قالوا لانّہ تعالی بَیَّنَ اَنّہ یُحْیِیْھِمْ مَرَّۃً فِی الدُّنْیا واُخْرٰی فی الآخرۃِ ولَمْ یَذْکُرْ حیاۃَالقَبْرِ ۔۔۔۔۔فالجوابُ لَمْ یَلْزَمْ مِنْ عَدَمِ الذِّکْرِ فِیْ ھٰذِہ الآیۃِ اَنْ لَا تَکُوْنَ حَاصِلَۃً"

ترجمہ: کچھ لوگوں نے اس آیت سے اس بات پہ استدلال کیا ہے کہ قبر میں عذاب نہیں ہوتا: وہ اس طرح کہ اس آیت میں اللہ تعالی نے دو زندگیاں بیان فرمائی ہیں ایک دنیا کی دوسری آخرت کی اس آیت میں قبر کی حیات کا کوئی تذکرہ نہیں فرمایا۔ امام رازی جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں اس آیت میں اگر اس حیات کا تذکرہ نہیں تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حیات ہے ہی نہیں {قبر کی حیات دوسرے دلائل سے ثابت ہے}

مزید فرماتے ہیں:"وأیضاً فلِقَائِلٍ أَنْ یَّقُوْلَ :إِنَّ اللهَ تَعَالٰی ذَکَرَ حَیَاۃَ القَبْرِ فِي ھٰذِہِ الْآیَۃِ لِأَنَّ قَوْلَہٗ فِي یُحْیِیْکُمْ لَیْسَ ھُوَ الْحَیَاۃُ الدَّائِمَۃَ وإلا لَما صَحَّ أَنْ یَّقُوْلَ {ثُمَّ إِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ} لِأَنَّ کلمۃَ ثُم تَقْتَضِي التَّراخي وَالرُّجُوْعُ إِلَی اللهِ تَعَالٰی حَاصِلٌ عَقِبَ الْحَیَاۃِ الدَّائِمَۃِ مِنْ غَیرِ تَرَاخٍ فَلَوْ جَعَلْنَا الآیَۃَ مِنْ ھَذَا الْوَجْہِ دَلِیلاً عَلٰی حَیَاۃِ الْقَبْرِ کَانَ قَرِیباً"

ترجمہ: اس آیت کی یہ تفسیر بھی ہو سکتی ہے بلکہ یہ زیادہ بہتر ہے کہ اس آیت میں "یمیتکم" موت سے مراد دنیا کی موت ہے "یحییکم " میں حیات سے مراد قبر کی حیات ہے اس لئے کہ اس کے بعد قیامت کے لئے حرف "ثم" لائے ہیں جو تراخی کے لئے آتا ہے اگر "یحییکم" میں حیات سے مراد آخرت کی حیات لی جائے تو تراخی والا معنیٰ نہیں پایا جائے گا اس لئے بہتر ہے کہ اس حیات سے مراد قبر کی زندگی لی جائے

(دیکھئے تفسیر کبیر: آیت 28)

دوسری آیت کے بارے فرماتے ہیں" وأما قولُہ ظاھرُ الآیۃِیَمْنَعُ مِنْ إِثْبَاتِ الْحَیَاۃِ فِي الْقَبْرِ إذْ لَو حَصلَتْ ھذِہ الحَیاۃُ لکانَ عَدَدُ الْحَیَاۃِ ثلاثَ مرَّات لَا مرَّتَیْنِ فنقول (الجوابُ) عنہ من وُجوہ : الأولُ : ھو أَنَّ مَقْصُوْدَھُمْ تعْدِیْلُ أَوْقَاتِ الْبَلَاءِ وَالْمِحْنَۃِ وَھِيَ أَرْبَعَۃٌ اَلْمَوْتَۃُ الْأُوْلٰی ، وَالْحَیَاۃُ فِي الْقَبْرِ ، وَالْمَوْتَۃُ الثَّانِیَۃُ ، وَالْحَیَاۃُ فِي الْقِیَامَۃِ ، فَھٰذِہِ الْأَرْبَعَۃُ أَوْقَاتُ الْبَلَاءِ وَالْمِحْنَۃِ ، فَأَمَّا الْحَیَاۃ فِي الدُّنْیَا فَلَیْسَتْ مِنْ أَقْسَامِ أَوْقَاتِ الْبَلَاءِ وَالْمِحْنَۃِ فَلِھٰذَا السَّبَبُ لَمْ یَذْکُرُوْھَا"

ترجمہ: اس آیت کریمہ کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں حیات نہیں ملتی اس لئے کہ اگر قبر میں زندگی ملے تو حیاتیں تین ہو جائیں گی جبکہ اس آیت میں دو کا ذکر ہے امام رزای فرماتے ہیں اس کے کئی جواب دیئے جاسکتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ: اس آیت میں کفار کی ان چار حالتوں کا بیان ہے جس میں انہیں تکلیف ہوتی ہے مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے ان میں پہلی حالت دنیوی موت والی، دوسری قبر کی

حیات والی، تیسری قبر کی موت والی اور چوتھی آخرت کی حیات والی۔ باقی رہی دنیا کی زندگی تو اس میں چونکہ کفار اکثر مزے سے رہتے ہیں اس لئے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔

(تفسیر کبیر: سورۃ المومن آیت 11)

جواب نمبر2:

جس طرح قرآن کریم میں کفار کا قول "امتنا اثنتین" ہے اسی طرح قرآن کریم میں کفار کا قول "من بعثنا من مرقدنا" بھی ہے۔ اور مرقد مرنے کی جگہ کو نہیں بلکہ سونے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ قبر کی حیات ظاہری نہیں بلکہ مخفی ہے اس لئے اس پہ کبھی موت کا اور کبھی نیند کا اطلاق کر دیا جاتا ہے۔

جواب نمبر3:

اگر ان آیات کی بنیاد پہ قبر کی حیات کا انکار کریں گے تو آیات میں تعارض لازم آئے گا تو رفع تعارض کی صورت یہ ہے کہ حیات مانی جائے لیکن مخفی اور نوعا من الحیاۃ۔

شبہ نمبر2:

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَل لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللهَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

(سورۃ البقرہ: آیت259)

ترجمہ: کیا آپ نے اس جیسے شخص (کے واقعے) پر (غور کیا) جس کا ایک بستی پر ایسے وقت گزر ہوا جب وہ چھتوں کے بل گری پڑی تھی؟ اس نے کہا کہ: اللہ اس بستی کو اس کے مرنے کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟ پھر اللہ نے اس شخص کو سو سال تک کے لیے موت دی، اور اس کے بعد زندہ کر دیا۔ (اور پھر) پوچھا کہ تم کتنے عرصے تک (اس حالت میں) رہے ہو؟ اس نے کہا: ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ۔ اللہ نے کہا: نہیں بلکہ تم سو سال اسی طرح رہے ہو۔ اب اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ وہ ذرا نہیں سڑیں۔ اور (دوسری طرف) اپنے گدھے کو دیکھو (کہ گل سڑ کر اس کا کیا حال ہو گیا ہے) اور یہ ہم نے اس لیے کیا تاکہ ہم تمہیں لوگوں کے لیے (اپنی قدرت کا) ایک نشان بنا دیں، اور (اب اپنے گدھے کی) ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم کس طرح انہیں اٹھاتے ہیں، پھر ان کو گوشت کا لباس پہناتے ہیں۔ چنانچہ جب حقیقت کھل کر اس کے سامنے آگئی تو وہ بول اٹھا کہ: مجھے یقین ہے اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

شبہ: حضرت عزیر علیہ السلام گزرے اللہ پاک سے سوال کیا کہ ان بستی والوں کو دوبارہ کیسے زندہ فرمائیں گے؟ اللہ تعالی نے آپ کو ایک سو سال تک موت دی اس کے بعد دوبارہ اٹھایا اور پوچھا آپ کتنا عرصہ رہے؟ حضرت عزیر علیہ السلام نے بتایا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ اگر اس دوران زندہ ہوتے تو بتا دیتے کہ ایک سو سال رہا ہوں معلوم ہوا موت کے بعد حیات نہیں ہوتی۔

جواب نمبر 1:

پہلی بات:

یہ گزرنے والے کون تھے؟ اس کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) فرماتے ہیں:

وَاخْتَلَفَ أَهْلُ التَّأْوِيْلِ فِي الَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا.فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ عُزِيْرٌ----كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: هو عزير.

(جامع البیان طبری: سورۃ البقرہ 259)

ترجمہ: مفسرین کا اس بارے میں اختلاف ہے یہ گزرنے والے کون تھے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما وغیرہ فرماتے ہیں کہ گزرنے والے حضرت عزیر تھے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی رحمہ اللہ (ت 671ھ) فرماتے ہیں:

وقال وهب بن منبه وعبد الله بن عبيد بن عمير وعبد الله بن بكر بن مضر : هُوَ إِرْمِيَاءُ وَكَانَ نَبِيًّا

(الجامع لاحکام القرآن قرطبی: سورۃ البقرہ 259)

ترجمہ: وھب بن منبہ، عبد اللہ بن عبید بن عمیر اور عبد اللہ بن بکر رحمھم اللہ کا قول یہ ہے کہ یہ حضرت ارمیاء علیہ السلام تھے۔

مفتی بغداد امام محمود بن عبد اللہ آلوسی رحمہ اللہ (ت 1270ھ) فرماتے ہیں:

وقال مجاهد كَانَ الْمَارُّ رَجُلاً كَافِراً بِالْبَعْثِ

(تفسیر روح المعانی: سورۃ البقرہ 259)

ترجمہ: حضرت مجاھد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گزرنے والا آدمی بعث بعد الموت کا منکر تھا۔

دوسری بات:

کیا حضرت عزیر نبی تھے؟

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَا أَدْرِى أَتُبَّعٌ لَعِينٌ هُوَ أَمْ لاَ وَمَا أَدْرِى أَعُزَيْرٌ نَبِىٌّ هُوَ أَمْ لاَ

(سنن ابی داود: باب فِى التَّخْيِيرِ بَيْنَ الأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تبع کے بارے مجھے معلوم نہیں کہ وہ لعین تھا یا نہیں، مجھے نہیں معلوم کہ عزیر نبی تھے یا نہیں۔

تیسری بات:

اللہ تعالی کے سوال کرنے پر حضرت عزیر نے جواب تو دیا آپ کا جواب دینا دلیل ہے کہ حیات تھی وگرنہ فرمادیتے مجھے کیا پتہ میں تو زندہ ہی نہیں تھا باقی صحیح جواب نہ دینا عدم حیات کی دلیل نہیں بلکہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے پاس علم کلی نہیں۔

اگر صحیح جواب نہ دینا عدم حیات کی دلیل ہے تو ان آیات کے بارے کیا کہا جائے گا؟

وَكَذَٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ

(سورة الكهف: آيت 19)

ترجمہ: اور (جیسے ہم نے انہیں سلایا تھا) اسی طرح ہم نے انہیں اٹھا دیا تا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ گچھ کریں۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا: تم اس حالت میں کتنی دیر رہے ہوگے؟ کچھ لوگوں نے کہا: ہم ایک دن یا ایک دن سے کچھ کم (نیند میں) رہے ہوں گے۔

قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ

(سورۃ المومنون: آیت 113،112)

ترجمہ: پھر) اللہ (ان دوزخیوں سے) فرمائے گا: تم زمین میں گنتی کے کتنے سال رہے؟ وہ کہیں گے کہ: ہم ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہوں گے۔ (ہمیں پوری طرح یاد نہیں) اس لیے جنہوں نے (وقت کی) گنتی کی ہو، ان سے پوچھ لیجیے۔

حضرت عزیر، اصحاب کہف اور کافروں نے اتنی لمبی مدت کو یوما او بعض یوم کیوں کہا؟

اسکی وجہ یہ ہے کہ انسانی فطرت ہے کہ خوشی کا زمانہ جتنا بھی زیادہ ہو کم لگتا ہے اور تکلیف کا زمانہ جتنا بھی کم ہو زیادہ لگتا ہے اور احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مومن کے لئے خوشی کا زمانہ وہ موت کے بعد کا ہے اور کافر کے لئے خوشی کا زمانہ وہ موت سے پہلے کا ہے۔

امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی البیہقی (ت 458ھ) نقل کرتے ہیں:

عن أبي هريرة : أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال الدُّنْيَاسِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

(شعب الایمان بیہقی: حدیث نمبر 10461)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ {تکلیف کا زمانہ ہے، اپنی مرضی سے نہیں رہتا} اور کافر کے لئے جنت ہے {خوشی کا زمانہ ہے، اپنی مرضی سے رہتا ہے}

عن ابي سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ

(سنن ترمذی: حدیث نمبر 2460)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر یا تو جنت کا ایک باغ ہے یا پھر جہنم کا ایک گڑھا۔

ان دو حدیثوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت اور موت کے بعد برزخ کا زمانہ صالح مومن کے لئے جنت اور کافر کے لئے قید خانہ۔ لہذا اس انسانی فطرت کے اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت عزیر کے لئے 100 سال وہ راحت کا زمانہ تھا تو انہوں نے اس حساب سے جواب دیا اور کافروں کے لئے راحت کا زمانہ وہ دنیا کی زندگی تھی انہوں نے اس حساب سے جواب دیا۔

جواب نمبر 2:

ایک یہ عالم ہے جسے دنیا کہتے ہیں اور ایک ہے موت کے بعد کا عالم جسے برزخ، آخرت کہتے ہیں۔ دونوں میں کئی فرق ہیں ان میں سے ایک یہ کہ دنیا کے ہزار سال موت کے بعد کا ایک دن بنتا ہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام چونکہ عالم برزخ میں رہ کر آئے تھے تو انہوں نے وہاں کے حساب سے جواب دیا اور اللہ پاک نے دنیا کے اعتبار سے 100 سال فرمایا۔

شبہ نمبر3:

وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّ ہُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاۗءٍ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ

(سورۃ النحل: آیت 20،21)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر یہ لوگ جن (دیوتاؤں) کو پکارتے ہیں، وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے، وہ تو خود ہی مخلوق ہیں۔ وہ بے جان ہیں، ان میں زندگی نہیں، اور ان کو اس بات کا بھی احساس نہیں ہے کہ انہیں کب زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

شبہ: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے علاوہ ہر کسی کو مردہ فرمایا اس میں نبی، ولی سب شامل ہیں تو حیات کیسی؟

جواب 1:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو یہ بات سمجھائی ہے کہ اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ عبادت کے لائق نہیں کیونکہ:

1: وہ مخلوق ہیں یعنی اپنے وجود میں دوسروں کے محتاج ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ صمد ہیں "لایحتاج الی شئ" کسی کے محتاج نہیں۔

2: جن کی تم عبادت کرتے ہو ان میں سے بعض ایسے ہیں جن میں حیات آئی ہی نہیں جیسے بت۔ اور بعض ایسے ہیں جن میں حیات آئی تو ہے لیکن وہ موت کا محل ہیں بعض پہ موت آچکی ہے جیسے انبیاء، اولیاء اور بعض ایسے ہیں جن پر موت آئے گی جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ملائکہ۔

3: جن کی تم عبادت کرتے ہو ان کا علم ناقص ہے ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ خود کب اٹھائے جائیں گے اور نہ ہی یہ معلوم ہے کہ ان کی عبادت کرنے والے کب اٹھائے جائیں گے۔

تو اس آیت کا تعلق قبر کی حیات، عدم حیات سے نہیں بلکہ توحید کے اثبات اور شرک کی نفی سے ہے۔

جواب 2:

ان آیات میں من دون اللہ سے کون مراد ہیں؟ مفسرین کی ایک بڑی تعداد کہتی ہے مراد بت ہیں اس پہ قرینہ اموات کے بعد غیر احیاء کا اضافہ ہے

مشہور مفسر ابو عبد اللہ محمد فخر الدین رازی (ت606ھ) فرماتے ہیں:

قوله{أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَآءٍ}والمعنى أَنَّها لَوْ كَانَتْ آلِهَةً عَلَى الْحَقِيْقَةِ لَكَانُوْا أَحْيَاءَ غَيْرُ أَمْوَاتٍ ، أَيْ غَيْرُ جَائِزٍ عَلَيْهَا الْمَوْتُ كَالْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ سبحانه وتعالى وَأَمْرُ هٰذِهِ الْأَصْنَامِ عَلَى الْعَكْسِ مِنْ ذٰلِكَ

فإن قيل : لما قال {أَمْوَاتٌ} عُلِم أَنَّهَا غَيْرُ أَحْيَاءٍ فَمَا الْفَائِدَةُ في قوله {غَيْرُ أَحْيَآءٍ } .

وَالْجَوَابُ مِنْ وَجْهَيْنِ : اَلْأَوَّلُ : أَنَّ الإله هُوَ الْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَحْصُلُ عَقِيْبَ حَيَاتِهِ مَوْتٌ ، وَهٰذِهِ الْأَصْنَامُ أَمْوَاتٌ لَا يَحْصُلُ عَقِيْبَ مَوْتِهَا الْحَيَاةُ

(تفسیر کبیر: سورۃ النحل آیت 21)

ترجمہ: اگر یہ بت واقعی معبود ہوتے تو یہ ہمیشہ زندہ رہتے، ان پر کبھی موت نہ آتی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی زندہ جس پہ کبھی بھی موت نہیں آئے گی جبکہ بت ایسے مردہ ہیں کہ جن میں کبھی روح آئی ہی نہیں ہے۔

سوال: جب اللہ تعالیٰ نے اموات فرمادیا تو غیر احیاء کہنے کی کیا ضرورت تھی؟

جواب: اس میں اللہ تعالیٰ کی حیات اور بتوں کی عدم حیات کے دوام کو بیان کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی زندہ جس پہ کبھی بھی

موت نہیں آئے گی جبکہ بت ایسے مردہ ہیں کہ جن میں کبھی حیات آئی ہی نہیں ہے۔

حافظ جلال الدین سیوطی ت 911ھ فرماتے ہیں:

والذين تدعون } بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ تَعْبُدُوْنَ { مِنْ دُوْنِ اللهِ } وَهُمُ الْأَصْنَامُ

(تفسیر جلالین: سورۃ النحل آیت 20)

ترجمہ: اس آیت میں من دون اللہ سے مراد بت ہیں۔

سوال:

اگر من دون اللہ سے مراد بت ہے تو پھر اللہ نے فرمایا "وما يشعرون ايان يبعثون" تو کیا قیامت کے دن بتوں کو بھی اٹھایا جائیگا؟

جواب 1:

امام ابو عبد اللہ محمد فخر الدین رازی رحمہ اللہ (ت 606ھ) فرماتے ہیں:

والضمير في قوله : {وَمَا يَشْعُرُونَ} عَائِدٌ إِلَى الْأَصْنَامِ وَفِي الضَّمِيْرِ فِي قوله, {يُبْعَثُونَ} قولان : أَحَدُهُمَا : أنه عائدٌ إلى العَابِدِيْن لِلْأَصْنَامِ يَعْنِي أَنَّ الْأَصْنَامَ لَا يَشْعُرُوْنَ مَتٰى تَبْعَثَ عَبَدَتَهُمْ

(تفسیر کبیر سورۃ النحل: آیت 21)

ترجمہ:: یشعرون کی ضمیر فاعل کا مرجع بت ہیں اور یبعثون کی ضمیر مفعول کے مرجع میں دو قول ہیں ان میں سے ایک یہ کہ اس کا مرجع عبادت کرنے والے لوگ ہیں یعنی ان بتوں کو معلوم نہیں کہ ان کی عبادت کرنے والے انسانوں کو کب اٹھایا جائے گا۔

حافظ جلال الدین سیوطی (ت 911ھ) فرماتے ہیں:

وما يشعرون } أي الأصنام { أيان } وقت { يبعثون } أي الخلق

(تفسیر جلالین: سورۃ النحل آیت 21)

ترجمہ: ان بتوں کو معلوم نہیں کہ ان کی عبادت کرنے والے انسانوں کو کب اٹھایا جائے گا۔

جواب 2:

بتوں کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا اور نہیں جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ

(سورۃ البقرۃ: آیت 24)

ترجمہ: اگر تم اس قرآن جیسی ایک سورت بھی نہیں بنا سکتے تو اس آگ سے بچنے کی فکر کرو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے۔

امام ابو عبد اللہ محمد فخر الدین رازی (ت 606ھ) فرماتے ہیں:

أَنَّهُ عَائِدٌ إِلَى الْأَصْنَامِ يَعْنِي أن هَذِهِ الْأَصْنَامَ لَا تَعْرِفُ مَتٰى يَبْعَثُهَا الله تعالى قال ابن عباس : إن الله يَبْعَثُ الْأَصْنَامَ وَلَهَا أَرْوَاحٌ وَمَعَهَا شَيَاطِيْنُهَا فَيُؤمَرُ بِهَا إِلَى النَّارِ.

(تفسیر کبیر سورۃ النحل: آیت 21)

ترجمہ: اگر ضمیر مفعول کا مرجع بت ہوں تو آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان بتوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اللہ پاک انہیں کب اٹھائیں گے

ترجمان القرآن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (ت 68ھ) فرماتے ہیں: اللہ پاک بتوں میں روح ڈال کے ان کو اٹھائیں گے اور ان کے ساتھ شیاطین اور متبعین بھی ہوں گے۔ جنہیں جہنم کی آگ کی طرف لے جایا جائے گا۔

فائدہ:

ترجمان القرآن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (ت 68ھ) کا یہ فرمان مندرجہ ذیل مفسرین نے بھی نقل کیا۔

حافظ عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزی (ت 597ھ)

(زاد المسیر في علم التفسیر: سورۃ النحل آیت 21)

امام محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرح انصاری، خزرجی قرطبی (ت 671ھ)

(الجامع لاحکام القرآن: سورۃ النحل آیت 21)

مفسر ابو حفص سراج الدین عمر بن علي بن عادل الحنبلی الدمشقی (ت 775ھ)

(اللباب فی علوم الکتاب: سورۃ النحل آیت 21)

امام شمس الدین محمد بن احمد الشربینی (ت 977ھ)

(السراج المنیر: سورۃ النحل آیت 21)

شبہ نمبر 4:

اعادہ روح کا عقیدہ آیت قرآنی (اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الأَنفُسَ حِینَ مَوْتِهَا) کے خلاف ہے۔

جواب نمبر 1:

اس آیت میں اگر بوقت وفات قبض روح کا ذکر ہے تو دوسری آیت میں قبر و برزخ میں حیات کا ذکر ہے۔

يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

(سورۃ ابراہیم: آیت 27)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ ان کو اس مضبوط بات (یعنی کلمہ ایمان) کے ذریعے دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت کی زندگی میں بھی۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ﴿يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ قَالَ : نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ ، فَيُقَالُ لَهُ : مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ :رَبِّيَ اللَّهُ، وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾.

(صحیح مسلم: ج2 ص386 کتاب التوبۃ. باب عرض مقعد المیت الخ)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت "يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ" کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت عذاب قبر کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ (میت کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو) اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اللہ تعالیٰ کے فرمان "يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ" کا یہی مطلب ہے۔

جواب نمبر2:

اس آیت میں ایک خاص امساک کا ذکر ہے وہ یہ کہ انسان جو اپنے اختیار سے کام کرتا ہے، جسم کی نشوونما ہوتی ہے وہ موت کے بعد ختم ہو جاتے ہیں۔

مفتی بغداد شہاب الدین سید محمود بن عبد اللہ المعروف آلوسی (ت1270ھ) فرماتے ہیں:

يَقْبِضُهَا عَنِ الْاَبْدَانِ بِاَنْ يَّقْطَعَ تَعَلُّقَهَا تَعَلُّقَ التَّصَرُّفِ

(تفسیر روح المعانی: سورۃ الزمر آیت 42)

ترجمہ: اللہ تعالی ارواح کو اس طرح قبض فرماتے ہیں کہ ابدان سے تعلق تصرف ختم کر دیا جاتا ہے۔

شبہ نمبر5:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤمِنِ طَيْرٌ يُعَلَّق فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حتىّ يَرْجِعَهُ الله إلىٰ جَسَدِه يَوْمَ يَبْعَثُه

(موطا امام مالک باب جامع الجنائز: ص221)

ترجمہ: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کی روح ایک پرندے کی صورت میں جنت کے درخت میں لٹکائی جاتی ہے جس دن اللہ تعالی اس کے جسم کو اٹھائیں گے تو اس کی طرف روح کو لوٹائیں گے۔

معلوم ہوا اس سے پہلے روح واپس نہیں آتی۔

جواب:

سلطان المحدثین ملا علی قاری رحمہ اللہ (ت1014ھ) فرماتے ہیں:

حتىّ يَرْجِعَهُ اللهُ فِي جَسَدِه أي يَرُدُّه إلِيْهِ رَدًّا كَامِلاً فِي بَدَنِه يَوْمَ يَبْعَثُهُ

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح: ج5 ص365 باب مایقال عند من حضرہ الموت)

ترجمہ: یعنی کامل مکمل حیات قیامت کے دن عطا کی جائے گی۔

شبہ نمبر6:

اگر کسی بندے کو دنیا والے گڑھے میں دفن نہیں کیا گیا بلکہ اسے جانور نے کھالیا، یا اسے جلا کر راکھ پانی میں بہادی، یا اس کے اجزاء پانی میں تحلیل ہو گئے تو اسے ثواب وعذاب قبر کیسے ہو گا؟

جواب1:

یہ شبہات قبر کا معنی نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوئے۔ قبر صرف اسی گڑھے کو نہیں کہتے بلکہ قبر کہتے ہیں جہاں میت کا جسم یا اس کے اجزاء ہوں۔

حکیم الامت مجدد الملت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت1362ھ) فرماتے ہیں:

حقیت قبر کی محل وجود میت ہے۔

(امداد الفتاوی: ج4 ص467)

شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَوْضِعٌ فِيْهِ مَقَرُّهٗ فَهُوَ قَبْرُهٗ.

(التعلیق الصبیح: ج1 ص106)

ترجمہ: ہر وہ جگہ جہاں میت ہو وہی اس کی قبر ہے۔

جواب 2:

اہل السنت والجماعت کا اصل عقیدہ یہ ہے کہ مرنے والا اگر مومن، صالح ہو تو اسے ثواب اور اگر کافر، فاسق ہو تو اسے عذاب دیا جاتا ہے چاہے اسے دفنایا جائے یا نہ دفنایا جائے۔ عموماً چونکہ لوگوں کو دفنایا جاتا ہے تو تغلیباً اسے ثواب وعذاب قبر کہدیا جاتا ہے۔

مولنا عبد العزیز پرہاڑوی رحمہ اللہ (ت 1239ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمُرَادُ بِہٖ{بِعَذَابِ الْقَبْرِ}عَذَابٌ يَكُوْنُ بَعْدَ الْمَوْتِ قَبْلَ الْبَعْثِ سَوَاءٌ كَانَ الْمَيِّتُ مَقْبُوْراً اَمْ لَا وَاِنَّمَا اُضِيْفَ اِلَى الْقَبْرِ نَظَراً عَلَى الْغَالِبِ

(النبراس شرح شرح العقائد: ص435)

ترجمہ: عذاب قبر سے مراد وہ عذاب ہے جو موت کے بعد اور قیامت سے پہلے ہو، اسی کو تغلیباً عذاب قبر کہا جاتا ہے۔

شبہ نمبر 7:

اگر جانور کے پیٹ میں عذاب ہوتا ہے تو جانور کو تکلیف کیوں نہیں ہوتی؟

جواب:

انسان کے پیٹ میں کیڑے ہوں اور وہ گولیاں کھائے تو انسان کو تکلیف نہیں ہوتی کیڑوں کو ہوتی ہے۔ اسی طرح جانور کے پیٹ میں موجود انسان کے ذرات کو عذاب ہوتا ہے مگر اس کا احساس جانور کو نہیں ہوتا۔

شبہ نمبر 8:

قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا

(سورۃ یٰس: آیت 52)

ترجمہ: قیامت کے دن کفار کہیں: ہمیں ہمارے سونے کی جگہ سے کس نے اٹھایا ہے؟

اگر قبر میں عذاب ہوتا ہے تو پھر سونا کیسا، نیند کیسی؟ معلوم ہوا قبر میں عذاب نہیں۔

جواب 1:

بین النفختین عذاب ہٹا دیا جائے گا۔

قال أبي بن كعب، وابن عباس، وقتادة: إِنَّمَا يَقُوْلُوْنَ هٰذَا لِأَنَّ اللهَ تَعَالٰى يَرْفَعُ عَنْهُمُ الْعَذَابَ بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ فَيَرْقُدُوْنَ فَإِذَا بُعِثُوْا بَعْدَ النَّفْخَةِ الْأَخِيْرَةِ وَعَايَنُوْا الْقِيَامَةَ دَعَوْا بِالْوَيْلِ

(تفسیر بغوی سورۃ یٰس: آیت 52)

ترجمہ: حضرت ابی ابن کعب، حضرت ابن عباس اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ (کفار) اس لیے کہیں گے (کہ ہمیں ہمارے سونے کی جگہ سے کس نے اٹھایا) کیونکہ اللہ تعالی دو نفخوں کے درمیان ان سے عذاب کو ہٹا دیں گے تو یہ سو جائیں گے جب ان کو نفخہ اخیرہ کے بعد اٹھایا جائے گا تو وہ قیامت تو دیکھیں گے تو وہ ہلاکت مانگنے لگ جائیں گے۔

لِأَنَّهُمْ كَانُوْا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ نَائِمِيْنَ لَمْ يُعَذَّبُوْا

(تفسیر جلالین سورۃ یٰس: آیت 52)

ترجمہ: کیونکہ نفختین کے درمیان وہ سوئے ہوئے تھے ان کو عذاب نہیں ہوا تھا۔

جواب 2:

آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں قبر کا عذاب انہیں آرام محسوس ہو گا۔

إِنَّ الْكُفَّارَ إِذَا عَايَنُوْا جَهَنَّمَ وَأَنْوَاعَ عَذَابِهَا صَارَ عَذَابُ الْقَبْرِ فِي جَنْبِهَا كَالنَّوْمِ

(تفسیر بغوی سورۃ یٰس آیت 52)

ترجمہ: جب کفار جہنم اور اس کے مختلف قسم کے عذابات کو دیکھیں گے تو قبر کا عذاب اس کے مقابلے میں نیند کی طرح نظر آئے گا۔

جواب 3:

اس میں تجرید ہے۔ مراد صرف جگہ ہے۔

(اَلْمَرْقَدُ) اِسْتِعَارَةُ عَنْ مَضْجَعِ الْمَيِّتِ وَاحْتَمَلَ أَنْ يَّكُوْنَ مَصْدَرًاأَيْ:مِنْ رُقَادِنَا وَهُوَ أَجْوَدُ.أَوْ يَكُوْنُ مَكَاناً فَيَكُوْنُ الْمُفْرَدُ فِيْهِ يُرَادُ بِهِ الْجَمْعُ ،أَيْ : مِنْ مَرَاقِدِنَا

(البحر المحیط لابی حیان اندلسی سورۃ یٰس: آیت 52)

ترجمہ: (مرقد) استعارہ ہے اس جگہ سے جہاں میت پڑی ہو اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مصدر ہو یعنی ہمیں ہمارے سونے سے کس نے اٹھایا اور یہ معنی زیادہ بہتر ہے اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا معنی مکان ہو تو پھر یہ ہے تو مفرد لیکن جمع کے معنی میں ہے (ہماری سونے کی جگہوں سے)

شبہ نمبر 9:

حکیم الامت مجدد الدین والملت مولنا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قبر میں روح کا تعلق بدن مثالی سے قائم کیا جاتا ہے اور عذاب وراحت اس سے وابستہ ہوتا ہے

(التکشف ص 55 طبع اشرفیہ دہلی)

جواب 1:

جسد مثالی صوفیاء کی اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے روح جسد عنصری کی شکل میں متشکل ہو جاتی ہے۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

”جمہور اہل شرع جس کو روح کہتے وہ صوفیہ کے نزدیک بدن مثالی سے موسوم ہے جو بدن مادی میں حلول کرتا ہے“

(تفسیر عثمانی: سورۃ بنی اسرائیل آیت 85)

جواب 2:

حکیم الامت مولنا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ خود بھی اس دنیوی بدن عنصری کے ساتھ روح کے تعلق اور ثواب وعذاب کے قائل ہیں۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

یہ صریح ہے اس میں کہ اعادہ الی الارض منافی اس قرار فی الجنۃ کے نہیں یا تو اس طرح کہ اول یہ اعادہ ہوتا ہو پھر سوال نکیرین کے بعد عروج الی السماء ہوتا ہو اور یا اس طرح کہ یہ اعادہ اور قرار تو جنت میں ہو اور قبر میں اصل قرار نہ ہو۔ کچھ تعلق جسد سے ہو خواہ جسد اصلی

حالت پر ہو یا مستحیل ہو گیا ہو اور یہ تعلق صرف اتنا ہو جس سے ادراک نِعم والم کا ہو سکے۔

(امداد الفتاویٰ: ج5 ص424)

بلاشبہ مرنے کے بعد اجزائے بدن سے بھی روح کا تعلق رہتا ہے گو نیکوں کی روحیں علیین میں ہوتی ہیں اور بدوں کی روحیں سجین میں لیکن روحوں کا روحانی تعلق ابدان کے ذرات کیساتھ رہنا ضروری ہے۔

(المصالح العقلیہ حصہ سوئم: ص327-328)

شبہ نمبر10:

حکیم الامت مولنا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اور شیخ التفسیر والحدیث مولنا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ اس دنیوی گڑھے کو قبر نہیں مانتے۔

"اصطلاح شریعت میں قبر گڑھے کو کہتے ہی نہیں بلکہ عالم مثال کو کہتے ہیں"

(اشرف الجواب: ص786)

مولنا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قبر کا عذاب اور ثواب اور منکر اور نکیر کا سوال حق ہے جس پر ایمان لانا فرض ہے اللہ تعالی ہمیں اس میں ثابت قدم رکھے۔ قبر سے مراد زمین کا گھڑا نہیں جس میں مردہ کو دفن کیا جاتا ہے بلکہ مراد عالم برزخ ہے جو دنیا اور آخرت کے درمیان ایک درمیانی عالم ہے جس میں مردہ مرنے سے لے کر قیامت تک اس میں رہتا ہے"

(عقائد الاسلام: ص86)

جواب:

اس طرح کی عبارات کا مطلب اس دنیوی گڑھے کا انکار کرنا نہیں بلکہ مقصود قبر کے مفہوم میں وسعت پیدا کرنا ہے تاکہ وہ لوگ مستثنیٰ قرار نہ پائیں جن کو جلایا گیا یا جانور کھا گئے یا دریا وغیرہ میں غرق ہو گئے۔ یہ حضرات اس گڑھے کو بھی قبر مانتے ہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت مولنا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت1362ھ) فرماتے ہیں:

جب آدمی مر جاتا ہے اگر اس کو دفن کیا جائے تو دفنانے کے بعد اور اگر نہ دفنایا جائے تو جس حال میں ہو اس کے پاس دو فرشتے منکر نکیر آتے ہیں اور تین سوال کرتے ہیں مومن اس کے صحیح جواب دیتا ہے تو اس کے لیے جنت کی طرف سے کھڑکی کھول دی جاتی ہے جس سے ٹھنڈی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور وہ مزے سے سویا رہتا ہے اور مردہ بے ایمان ہو تو وہ (لا ادری) کہتا ہے تو اس پر قیامت تک سخت عذاب رہتا ہے۔

(ملخص تسہیل بہشتی زیور: ص43-44)

☼ جب مردہ کو لحد میں رکھا جاتا ہے اور اس کی قبر پر مٹی ڈال دی جاتی ہے تو مٹی فرشتوں کو مردہ کے پاس جانے سے نہیں روک سکتی۔

(احکام اسلام عقل کی نظر میں: ص259)

☼ ایک سوال کا تفصیل جواب دیتے ہوئے حضرت تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں... وجہ دفع یہ ہے کہ حرق سے انعدام نہیں ہوتا استحالہ ہوتا ہے پس اجزاء باقی ہیں اور وہ اجزاء یہاں ہیں وہی ان کی قبر ہے۔ حقیت قبر کی محل وجود میت ہے۔

(امداد الفتاویٰ: ج4 ص467)

شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (ت1394ھ) فرماتے ہیں:

☼ عالم برزخ میں پہنچنے کے بعد جو بات سب سے پہلے پیش آتی ہے وہ منکر نکیر کا سوال ہے یہ اس وقت ہوتا ہے جب خویش واقارب مردہ کو قبر میں رکھ کر واپس ہوتے ہیں اور روح انسانی جسم خاکی کی طرف عود کرتی ہے تو دو فرشتے منکر نکیر بحکم خداوندی قبر میں آکر اس سے سوال کرتے ہیں۔

(عقائد اسلام: ص59)

☼ كُلُّ مَوْضِعٌ فِيْهِ مَقَرُّهٗ فَهُوَ قَبْرُهٗ.

(التعلیق الصبیح: ج1ص106)

ترجمہ: ہر وہ جگہ جہاں میت ہو وہی اس کی قبر ہے۔

فائدہ:

اس عقیدہ سے متعلق مزید ان کتب کا مطالعہ مفید رہے گا۔

1: اثبات عذاب القبر۔ امام ابو بکر بیہقی رحمہ اللہ (ت405ھ)۔

2. التذکرۃ فی احوال الموتیٰ وامور الآخرۃ۔ امام قرطبی رحمہ اللہ (ت671ھ)۔

3. کتاب الروح۔ حافظ ابن القیم الجوزی رحمہ اللہ (ت751ھ)۔

4. عالم برزخ۔ حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ (ت1403ھ)۔

5. تسکین الصدور۔ مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ۔ (ت2009ء)۔

6. قبر کی زندگی۔ مولانا محمد قادری رحمہ اللہ (ت1436ھ)۔

7. ثواب وعذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی حکم۔ مولانا محمد قادری رحمہ اللہ (ت1436ھ)۔

8. مقام حیات۔ علامہ خالد محمود رحمہ اللہ (ت2020ء)۔

9. تحقیق عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام۔ مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم۔

10. فرقہ مماتیت کا تحقیقی جائزہ۔ مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ۔